ہفت روزہ

فون: ۶۷۵۴۵

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۷ جنوری سنہ ۱۹۶۱ء

۲۵ پیسے

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

دعائے صحت بدرگاہِ کبریا

برائے

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری

تو قادر ہے بدلتا ہے خزاں کو نو بہاروں میں
تری قدرت سے غنچے مسکرائے ریگزاروں میں

تری قدرت نے بینائی عطا کی پیرِ کنعاں کو
تری حکمت نے بخشی بادشاہی ماہ زنداں کو

ہر اک شے کو تری بے پایاں رحمت کا بھروسا ہے
تری نظرِ کرم میں اپنی پستی کا مداوا ہے

بڑھاپے میں تو زکریا کو یحییٰ کی بشارت دے
تو گہوارہ میں روح اللہ کو حسن خطابت دے

بہ یمنِ پائے ختم المرسلیںؐ میر شریعت کو
عطا کر صحتِ کامل تو اب سحبانِ ملت کو

الٰہی سیدِ احرار کو پہلی سی ہمت دے
وہی جذبہ قربانی پئے حفظ نبوت دے

فضائیں لحنِ داؤدی سے پھر معمور ہو جائیں
مئے حب نبی سے سب کے دل معمور ہو جائیں

ترے قرآن کی تبلیغ کا پھر بول بالا ہو
ترے اسلام کے انوار سے ہر سو اجالا ہو

ہماری عظمتِ رفتہ پہ ہم خود آپ شرمائیں
سرافیلی صدائیں یوں مسلمانوں کو گرمائیں

عمل کا قافلہ منزل کی جانب جادہ پیما ہو
عزائم ہوں دلوں میں اور وہی حسنِ تقاضا ہو

خداوندا ہمارے قائدِ مذہب کو قوت دے
وہی شانِ قیادت دے وہی زورِ خطابت دے

لال دین اخگر بی اے

ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
فون نمبر ۶۷۵۴۵

جلد ۶ ۹ شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۷ جنوری ۱۹۶۱ء شمارہ ۳۸

قوتِ ایمانی کی کرشمہ سازیاں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ہر فرد اور ہر قوم پر مصیبت و ابتلاً کا وقت آتا رہتا ہے۔ اور دراصل یہی وقت ہوتا ہے جب کسی شخصیت کے علم و فراست، فکر و تدبیر، استقلال و استقامت اور خلوص و للہیت کے جوہر کھلتے ہیں۔ ایسی شخصیتیں اپنے زمانے کے لئے رحمت اور آئندہ نسلوں کے لئے درس حقیقت ہوتی ہیں۔ لیکن اسلام نے انسان کی عقل و بصیرت پر نظام عالم کے قیام کا دارو مدار نہیں رکھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے علم قدیم میں یہ بات تھی کہ جس طرح خارجی روشنی کے بغیر اندرونی نور بصارت یعنی بینائی کی قوت کام نہیں دیتی۔ یہی حال عقل انسانی کا ہے۔ کہ اگر اس کے ساتھ آسمانی وحی کے انوار نہ ہوں۔ تو اس کی تکمیل یا رہنمائی ناقص اور خطرناک ہے۔ اور کامیابی ناممکن ہے۔

اللہ تبارک و تعالےٰ نے بنی نوع انسان پر رحمت کاملہ فرماتے ہوئے اپنے آخری اور پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا ہدایت نامہ (وحی) دے کر ایسے لوگوں میں مبعوث فرمایا۔ جو بظاہر اسلام کے مخالف اور عملی و اعتقادی لحاظ سے بہت پس ماندہ اور گم کردہ راہ تھے۔ مگر اللہ تعالےٰ جانتا تھا کہ ان میں ساری دنیا سے بڑھ کر جوہر قابلیت اور استعداد صلاح و اصلاح موجود ہے۔ چنانچہ وہی عرب کے ..... خوش نصیب شتربان اور صحرا نورد اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے۔ تو دنیا نے دیکھ لیا۔ کہ وہ فطرت کے کتنے بڑے رازداں اور قدرت کے کتنے لائق اور وفادار بندے ثابت ہوئے۔ انہوں نے اپنے قول و فعل سے انسان کے لئے کامیابی کی راہیں کھول دیں۔ خلافتِ الٰہیہ کا حق ادا کیا۔ انسانی جوہر کمال کو چمکایا۔ اور جن کو چشم بینا اور دلِ دانا عطا ہوا ہے۔ ان کے لئے رضائے رحمٰن، فتوح بلدان اور تکمیل انسان کے تمام اصول و رموز کو پوری طرح واضح کر دیا۔ یہاں ہم اس کا ایک نمونہ پیش کرتے ہیں۔

بادہ نوش اور بادیہ پیما عرب، شتربان اور خانہ جنگی کے ہاتھوں زخم خوردہ، یہ انسانی گروہ جب پہلی بار وحی الٰہی کے اتباع۔ پیارے رسول کی اطاعت کی حلاوتوں سے لذت آشنا اور اتحاد و اتفاق کی برکات اور نظم و نسق کے محاسن و منافع سے ہمکنار ہوا۔ تو اللہ تعالےٰ کی حکمت کاملہ نے رحمۃ للعٰلمین صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کو اُن کے درمیان سے اپنے ہاں بُلا لیا۔

مصائب کے اس ہجوم میں ان پر نئی مشکلات اور بڑی بڑی آزمائشوں کے پہاڑ ٹوٹ گئے۔ بعض قبائل عرب مرتد ہو گئے۔ بعضوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ بعض جھوٹے نبیوں نے ہزاروں کی تعداد میں لشکر جمع کر لئے۔ عرب میں صرف تین مقام تھے۔ جہاں پورا امن و امان تھا۔ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور طائف۔ باقی سارے ملک میں افراتفری تھی۔ روم و ایران کی طرف سے حملوں کا خطرہ تھا۔

آخری وقت میں سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے گیارہ ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایک لشکر جمع کر کے ان کا امیر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنا دیا تھا۔ جو کم عمر نوجوان تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس لشکر کو روم و ایران کی سرحدات پر روانہ کرنا چاہتے تھے۔ کہ اتنے میں مرض نے شدت اختیار کر لی۔ اور آپ نے بقضاء الٰہی پردہ فرما لیا۔ عشاقِ رسولؐ کے بیقرار دلوں پر عرب کے متذکرہ بالا اندرونی اور بیرونی فتنوں کی بجلیاں بھی گرنے لگیں۔

یوں سمجھ لیجئے گویا روس اور امریکہ دونوں پاکستان کی سرحد پر ہیں۔ اور دونوں طرف سے حملے کا خطرہ ہے اور اندرونی ملک میں بھی مخالفت اور بغاوت کے طوفان اٹھے ہوئے ہیں۔ اس سے زیادہ مشکل اور کیا پیش آ سکتی ہے؟

اور یہ سب کچھ اسلام کے اوّلین دور میں ہو رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ اندرونی حالات پر قابو پا لینے سے قبل کسی خطرناک اور طاقتور پڑوسی ملک سے چھیڑ خانی ایسے وقت میں خودکشی کے مترادف ہو سکتی ہے۔ اور اسی لئے کسی صحابیؓ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشورہ دیا کہ وہ اب اس لشکر کو سرحدات پر نہ بھیجیں۔ مگر اس اللہ کے بندے نے ایک نہ سنی اور کہا کہ جو قدم میرے آقا نے اُٹھایا تھا۔ میں اسکی تکمیل کروں گا۔ میں اُن کی مہم کو کیسے ملتوی کر سکتا ہوں؟

جب حکم خلافت کے سامنے کسی کی دال نہ گلی۔ تو سب نے مشورہ دیا۔ کہ کم از کم سالار لشکر بدل کر کسی آزمودہ کار پُرانے صحابیؓ کو مقرر کیا جائے۔ یہاں بھی وہی جواب تھا۔ کہ میں کون ہوں کہ آقائے دوجہان صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقرر کئے ہوئے افسر کو بدل دوں۔ چنانچہ آپ لشکر کو مدینہ سے ہدایات دے کر روانہ فرماتے ہیں۔

پھر منکرین زکوٰۃ کا مسئلہ پیش ہوتا ہے کہ ان سے جہاد کیا جائے۔ سب کی رائے ہے۔ کہ یہ آپس کا معاملہ ہے اس سے بعد میں نپٹ لیں گے۔ اس نازک وقت میں ان کو نہ چھیڑا جائے۔ مگر حضرت صدیقؓ فرماتے ہیں۔ میں تو صلوٰۃ و زکوٰۃ میں فرق کرنے والوں سے جہاد کرونگا۔ چاہے مجھے تنہا کیوں نہ لڑنا پڑے۔ خلیفۂ رسولؐ کے سامنے سب کی گردنیں جھک جاتی ہیں۔

چالیس دن کے بعد حضرت اسامہؓ کا لشکر مظفر و منصور واپس آتا ہے اور روم و ایران پر دھاک بیٹھ جاتی ہے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عیادت کب کرنی چاہیئے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ لَا یَعُوْدُ مَرِیْضًا اِلَّا بَعْدَ ثَلٰثٍ۔ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَالْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

ترجمہ:۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن بعد مریض کی عیادت کرتے تھے یعنی بیمار ہونے کے تین دن بعد مریض کی عیادت کرتے تھے۔ یا ایک مرتبہ عیادت کے بعد دوسری بار کی عیادت تین دن بعد ہوتی تھی۔

مریض سے دعا کراؤ

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰی مَرِیْضٍ فَمُرْہُ یَدْعُوْ لَکَ فَاِنَّ دُعَاءَہٗ کَدُعَاءِ الْمَلٰئِکَۃِ۔ رواہ بن ماجۃ

ترجمہ:۔ حضرت عمرؓ ابن الخطاب کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تو کسی مریض کی عیادت کو جائے۔ تو اس سے کہہ کہ وہ تیرے لئے دعا کرے۔ اس لئے کہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی مانند ہوتی ہے۔

(اس لئے کہ بیمار کو مشابہت ملائکہ سے ہوتی ہے بسبب گناہ سے بچے رہنے یا ہمیشہ اللہ کو یاد کرنے کے)۔

مریض کے پاس زیادہ نہ بیٹھو

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ مِنَ السُّنَّۃِ تَخْفِیْفُ الْجُلُوْسِ وَ قِلَّۃُ الصَّخَبِ فِی الْعِیَادَۃِ عِنْدَ الْمَرِیْضِ قَالَ وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ لَمَّا کَثُرَ لَغَطُھُمْ وَاخْتِلَافُھُمْ قُوْمُوْا عَنِّیْ رواہ رزین۔

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ یہ امر سنّت ہے۔ کہ مریض کے پاس کم بیٹھے اور شور وغل نہ کرے۔ چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی علالت کے زمانہ میں جب لوگوں نے شور وغل اور اختلاف کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔

مریض جس چیز کو چاہے کھلادو

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ عَادَ رَجُلًا فَقَالَ لَہٗ مَا تَشْتَھِیْ قَالَ اَشْتَھِیْ خُبْزَ بُرٍّ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ مَنْ کَانَ عِنْدَہٗ خُبْزُ بُرٍّ فَلْیَبْعَثْ اِلٰی اَخِیْہِ ثُمَّ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اِذَا اشْتَھٰی مَرِیْضُ اَحَدِکُمْ شَیْئًا فَلْیُطْعِمْہُ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کی عیادت کی۔ اور اس سے پوچھا۔ کہ کس چیز کے کھانے کو تمہارا جی چاہتا ہے۔ اس نے عرض کیا گیہوں کی روٹی کو۔ آپ نے فرمایا جس شخص کے پاس گیہوں کی روٹی ہو۔ وہ اپنے بھائی کو بھیج دے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ تم میں سے کسی کا مریض جب کسی کا خواہشمند ہو تو وہ اس کو کھلادی جائے۔

پیدائش کی جگہ نہ مرنے کی تلافی

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ تُوُفِّیَ رَجُلٌ بِالْمَدِیْنَۃِ مِمَّنْ وُلِدَ بِھَا فَصَلّٰی عَلَیْہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ یَا لَیْتَہٗ مَاتَ بِغَیْرِ مَوْلِدِہٖ قَالُوْا وَ لِمَ ذٰلِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا مَاتَ بِغَیْرِ مَوْلِدِہٖ قِیْسَ لَہٗ مِنْ مَوْلِدِہٖ اِلٰی مُنْقَطَعِ اَثَرِہٖ فِی الْجَنَّۃِ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہؓ بن عمر کہتے ہیں۔ کہ مدینہ میں ایک ایسے شخص کا انتقال ہوا۔ جو مدینہ ہی میں پیدا ہوا تھا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ اور پھر فرمایا۔ کاش یہ اپنے پیدائش کے مقام پر نہ مرا ہوتا۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیوں؟ آپ نے فرمایا۔ جب آدمی اپنے وطن سے باہر مرتا ہے۔ تو مقام مرگ سے مقام پیدائش تک کی مسافت کے برابر اس کو جنت میں جگہ ملتی ہے۔

سفر میں مرنا شہادت ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَوْتُ غُرْبَۃٍ شَھَادَۃٌ رواہ ابن ماجۃ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے۔ کہ سفر میں مرنا شہادت ہے۔

طاعون شہادت ہے

عَنِ الْعِرْبَاضِ ابْنِ سَارِیَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ یَخْتَصِمُ الشُّھَدَاءُ وَ الْمُتَوَفَّوْنَ عَلٰی فُرُشِھِمْ اِلٰی رَبِّنَا عَزَّ وَ جَلَّ فِی الَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنَ الطَّاعُوْنِ فَیَقُوْلُ الشُّھَدَاءُ اِخْوَانُنَا قُتِلُوْا کَمَا قُتِلْنَا وَ یَقُوْلُ الْمُتَوَفَّوْنَ اِخْوَانُنَا مَاتُوْا عَلٰی فُرُشِھِمْ کَمَا مُتْنَا فَیَقُوْلُ رَبُّنَا اُنْظُرُوْا اِلٰی جِرَاحِھِمْ فَاِنْ اَشْبَھَتْ جِرَاحُھُمْ جِرَاحَ الْمَقْتُوْلِیْنَ فَاِنَّھُمْ مِنْھُمْ وَ مَعَھُمْ فَاِذَا جِرَاحُھُمْ قَدْ اَشْبَھَتْ جِرَاحَھُمْ رواہ احمد والنّسائیؔ۔

ترجمہ:۔ حضرت عرباض بن ساریہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شہداء اور وہ لوگ جو اپنے بستروں پر مرے ہیں ان لوگوں کے معاملہ میں خداوند بزرگ و برتر کے سامنے جھگڑا کریں گے۔ جو طاعون میں مرے ہیں۔ پس شہید لوگ کہیں گے کہ یہ ہمارے بھائی ہیں۔ یعنی ہمارے مشابہ ہیں۔ جو ہماری طرح طاعون کے ہاتھوں شہید ہوئے ہیں۔ اور جو لوگ اپنے بستروں پر مرے ہیں۔ وہ کہیں گے کہ یہ ہمارے بھائی ہیں۔ جس طرح ہم اپنے بستروں پر مرے ہیں۔ یہ بھی اپنے بستروں پر مرے ہیں۔ خداوند تعالیٰ اس جھگڑے کو سُن کر فرمائے گا۔ اچھا ان کے زخموں کو دیکھو۔ اگر ان کے زخم شہیدوں کے زخموں کی مانند ہیں۔ تو وہ شہیدوں میں سے ہیں۔ اور ان کے ثواب کے مستحق ہیں۔ چنانچہ دیکھا جائیگا اور ان کے زخم شہیدوں کے زخموں کی مانند ہوں گے۔

خطبۂ یوم الجمعۃ ۲ شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۰ جنوری ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی۔ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد:۔

تقدیر الٰہی کے مقابلہ میں انسانی تدبیر

فیل ہو جاتی ہے

قرآن مجید سے اس کی ایک مثال

اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مقابلہ میں فرعون جو اپنے زمانہ کا بادشاہ تھا، اُس کی تدبیر فیل ہو جاتی ہے

کسی نے فرعون کو اطلاع دی تھی۔ کہ بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہو گا۔ جو تمہاری بادشاہی کے زوال کا باعث ہو گا۔ اس لئے فرعون نے یہ تدبیر کی۔ کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہوتا۔ اسے ذبح کرا دیتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت۔ اس مولود سعید کی فرعونیوں کو اطلاع ہی نہ ہوئی۔

اب قصہ جو قرآن مجید میں ہے

وہ ملاحظہ ہو

قولہ تعالیٰ:۔ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَسْتَضْعِفُ طَائِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَاءَهُمْ وَيَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ ط اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ ۝ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝ (سورۃ القصص ع۱ پارہ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ بے شک فرعون زمین پر سرکش ہو گیا تھا۔ اور وہاں کے لوگوں کے کئی گروہ کر دیئے تھے۔ ان میں سے ایک گروہ کو کمزور کر رکھا تھا۔ اُن کے لڑکوں کو قتل کرتا تھا۔ اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رکھتا تھا۔ بے شک وہ مفسدوں میں سے تھا۔ اور ہم چاہتے تھے۔ کہ اُن پر احسان کریں۔ جو ملک میں کمزور کئے گئے تھے۔ اور انہیں سردار بنا دیں۔ اور انہیں وارث کریں۔ اور انہیں ملک پر قابض کریں۔ اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو وہ چیزیں دکھا دیں۔ جن کا وہ خطرہ کرتے تھے۔"

اب دیکھئے تقدیر الٰہی کس طرح کام کرتی ہے:۔

وَاَوْحَيْنَا اِلٰى اُمِّ مُوْسٰى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ج فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ اِنَّا رَادُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (سورۃ القصص ع۱ پ۲۰)

ترجمہ:۔ اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی ماں کو حکم بھیجا۔ کہ اسے دودھ پلا۔ پھر جب تجھے اس کا خوف ہو۔ تو اسے دریا میں ڈال دے۔ اور کچھ خوف اور غم نہ کر۔ بے شک اسے ہم تیرے پاس واپس پہنچا دیں گے۔ اور اسے رسولوں میں سے بنانے والے ہیں۔

چنانچہ حسب فرمان الٰہی

جب خطرہ محسوس کیا۔ تو صندوق میں بند کر کے بچہ کو دریا میں ڈال دیا۔

اور موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے دریا میں ڈالے ہوئے بچہ کے صندوق کی نگرانی کے لئے .... بھیجا۔ کہ بالآخر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صندوق کا انجام کیا ہوتا ہے۔

چنانچہ

وہ صندوق دریائے نیل کی اس نہر میں بہہ نکلا۔ جو نہر فرعون کے محلات میں جاتی تھی۔

اس کا ثبوت ملاحظہ ہو

وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (سورۃ القصص ع۱ پ۲۰)۔

ترجمہ:۔ اور اس کی بہن سے کہا۔ اس (صندوق) کے پیچھے پیچھے چلی جا۔ پھر اسے اجنبی ہو کر دیکھتی رہی اور انہیں خبر نہ ہوئی۔

پھر اس صندوق کو فرعون کے گھر والوں نے اُٹھا لیا۔

فَالْتَقَطَهٗ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ط اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِئِيْنَ ۝ (سورۃ القصص ع۱ پ۲۰)۔

ترجمہ:۔ پھر اسے فرعون کے گھر والوں نے اُٹھا لیا۔ تاکہ بالآخر وہ ان کا دشمن اور غم کا باعث بنے۔ بے شک فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر خطاکار تھے۔

یعنی

انہوں نے کیف ما اتفق کسی کا بچہ سمجھ کر اُٹھا لیا۔ اور یہ نہ سمجھ سکے۔ کہ یہی وہ بچہ ہے۔ جو ہماری تباہی کا باعث بنے گا۔

اب اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آتی ہے

وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ط لَا تَقْتُلُوْهُ ق صلے عَسٰى اَنْ يَّنْفَعَنَا اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ اور فرعون کی عورت نے کہا۔ یہ تو میرے اور تیرے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اسے قتل نہ کرو۔ شاید ہمارے کام آئے۔ یا ہم اسے بیٹا بنا لیں۔ اور انہیں کچھ خبر نہ تھی۔

تدبیر الٰہی نے کیسا کام کیا۔

کہ جو شخص فرعون کا جانی دشمن بننے والا اور اس کی بادشاہی کے زوال کا باعث بننے والا ہے، اس شخص کو اپنا بیٹا بنا کر پالتا ہے۔

ادھر حضرت موسیٰؑ کا دل بیقرار ہو جاتا ہے

وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ط اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَا اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (سورۃ القصص ع۱ پ۲۰)

ترجمہ:۔ (دریا میں بچے کو بہا تو دیا)، اور صبح کو موسیٰؑ کی ماں کا دل بیقرار ہو

گیا۔ قریب تھی کہ بیقراری کو ظاہر کردے اگر ہم اس کے دل کو صبر نہ دیتے۔ تاکہ اسے ہمارے وعدہ کا یقین رہے۔

حضرت موسےٰ علیہ السّلام کی ماں کا لڑکی کو بھیجنا

تاکہ اسے دور سے دیکھتی رہے۔ کہ اس کے بچے کے صندوق کا کیا حشر ہوتا ہے

وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّيهِ فَبَصُرَتْ بِهِ عَنْ جُنُبٍ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ (سورۃ القصص ع ۱ پ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ اور اس کی بہن سے کہا۔ اس (صندوق) کے پیچھے چلی جا۔ پھر اسے اجنبی ہو کر دیکھتی رہی اور انہیں خبر نہ ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کی دوسری تدبیر

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ (سورۃ القصص ع ۱ پارہ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ اور ہم نے پہلے سے اس پر دائیوں کا دودھ حرام کر دیا تھا۔ پھر بولی۔ میں تمہیں ایسے گھر والے بتاؤں۔ جو اس کی پرورش کریں۔ اور وہ اس کے خیر خواہ ہوں۔!

خدا تعالیٰ کی تقدیر

غالب آ رہی ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ابھی شیر خوار بچے ہی تھے۔ مگر کسی دایہ کا دودھ نہ پیا۔ جب ماں آئی۔ تو اس کا دودھ پینے لگ گئے۔

اب تقدیر الٰہی سے حضرت موسےٰ علیہ السلام اپنی ماں کی گود میں آ گئے۔

فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (سورۃ القصص ع ۱ پ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ پھر ہم نے اسے (موسیٰ علیہ السلام) اس کی ماں کے پاس پہنچا دیا۔ تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں۔ اور غمگین نہ ہو۔ اور جان لے۔ کہ اللہ (تعالیٰ) کا وعدہ سچا ہے۔ لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام جوان ہوگئے۔ تو ہم نے انہیں دانشمندی اور علم عطا فرمایا۔

وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَىٰ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ (سورۃ القصص ع ۲ پارہ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ اور جب اپنی جوانی کو پہنچا۔ اور پورا توانا ہوا۔ تو ہم نے اسے حکمت اور علم دیا۔ اور ہم نیکوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے شہر مصر سے اخراج کی تدبیر الٰہی تاکہ حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس جا کر تربیت پائیں۔

وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلَىٰ حِينِ غَفْلَةٍ مِنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هَٰذَا مِنْ شِيعَتِهِ وَهَٰذَا مِنْ عَدُوِّهِ ۖ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِنْ شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ فَوَكَزَهُ مُوسَىٰ فَقَضَىٰ عَلَيْهِ ۖ قَالَ هَٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ ۖ إِنَّهُ عَدُوٌّ مُضِلٌّ مُبِينٌ (سورۃ القصص رکوع ۲ پارہ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ اور شہر میں لوگوں کی بیخبری کے وقت داخل ہوا۔ پھر دو شخصوں کو لڑتے ہوئے پایا۔ یہ ایک اس کی جماعت کا تھا۔ (یعنی بنی اسرائیل میں سے تھا) اور یہ دوسرا اس کے دشمنوں (یعنی قبطی) میں سے تھا۔ پھر اس نے جو اس کی جماعت کا تھا۔ اپنے دشمن پر اس سے مدد چاہی۔ تب اس نے (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے) اس کے دشمن کو مکا مارا پس اس کا کام تمام کر دیا۔

قَالَ هَٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ ۖ إِنَّهُ عَدُوٌّ مُضِلٌّ مُبِينٌ (سورۃ القصص رکوع ۲ پارہ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ کہا۔ یہ تو شیطانی حرکت ہے۔ بے شک وہ کھلا دشمن گمراہ کرنے والا ہے۔

رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَ لَهُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (سورۃ القصص ع ۲ پ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ کہا۔ اے میرے رب۔ بیشک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ سو مجھے بخش دے۔ پھر اسے (اللہ تعالےٰ) نے بخش دیا بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِلْمُجْرِمِينَ (سورۃ القصص رکوع ۲ پارہ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ کہا۔ اے میرے رب! جیسا تو نے مجھ پر فضل کیا ہے۔ پھر میں گنہگاروں کا کبھی مددگار نہیں ہوں گا۔

فَأَصْبَحَ فِي الْمَدِينَةِ خَائِفًا يَتَرَقَّبُ فَإِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهُ بِالْأَمْسِ يَسْتَصْرِخُهُ ۚ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُبِينٌ فَلَمَّا أَنْ أَرَادَ أَنْ يَبْطِشَ بِالَّذِي هُوَ عَدُوٌّ لَهُمَا قَالَ يَا مُوسَىٰ أَتُرِيدُ أَنْ تَقْتُلَنِي كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْأَمْسِ ۖ إِنْ تُرِيدُ إِلَّا أَنْ تَكُونَ جَبَّارًا فِي الْأَرْضِ وَمَا تُرِيدُ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْمُصْلِحِينَ (سورۃ القصص رکوع ۲ پارہ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ پھر شہر میں ڈرتا انتظار کرتا ہوا صبح کو گیا۔ پھر وہی شخص جس نے کل اس سے مدد مانگی تھی اسے پکار رہا ہے۔ (حضرت) موسےٰ نے اس سے کہا۔ کہ بیشک تو صریح گمراہ ہے۔ پھر جب ارادہ کیا۔ کہ اس پر ہاتھ ڈالے۔ جو ان دونوں کا دشمن تھا۔ کہا اے موسیٰ کیا تو چاہتا ہے کہ مجھے مار ڈالے جیسا تو نے کل ایک آدمی کو مار ڈالا ہے۔ تو بھی یہی چاہتا ہے۔ کہ ملک میں زبردستی کرتا پھرے۔ اور تو نہیں چاہتا۔ کہ اصلاح کرنے والوں میں سے ہو۔

گویا کہ اس نے موسیٰ کا راز فاش کر دیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مدین کیطرف

حضرت شعیب علیہ السلام کی خدمت میں تربیت کے لئے جانا

وَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ يَسْعَىٰ قَالَ يَا مُوسَىٰ إِنَّ الْمَلَأَ يَأْتَمِرُونَ بِكَ لِيَقْتُلُوكَ فَاخْرُجْ إِنِّي لَكَ مِنَ النَّاصِحِينَ فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ ۖ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (سورۃ القصص رکوع ۲ پارہ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ اور شہر کے پرلے سرے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا۔ کہا اے موسےٰ! دربار والے تیرے متعلق مشورہ کرتے ہیں۔ کہ تجھ کو مار ڈالیں۔ سو نکل بے شک میں تیرا بھلا چاہنے والا ہوں۔ پھر وہاں سے ڈرتا انتظار کرتا ہوا نکلا۔ کہا۔ اے میرے رب! مجھے ظالم قوم سے بچا لے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کے گھرانے سے تعارف ہونا

وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِنَ النَّاسِ يَسْقُونَ

وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ج قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ط قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ سکتہ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ٥ (سورۃ القصص ع ۳ پ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ اور جب کہ پانی پر پہنچے۔ وہاں لوگوں کی ایک جماعت کو پانی پلاتے ہوئے پایا۔ اور ان سے ورے دو عورتوں کو پایا۔ جو اپنے جانور روکے ہوئے کھڑی تھیں۔ کہا تمہارا کیا حال ہے۔ بولیں جبتک چرواہے نہیں ہٹ جاتے۔ ہم نہیں پلاتیں۔ اور ہمارا باپ بوڑھا بڑی عمر کا ہے۔

حضرت موسٰی علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیوں کی بکریوں کو پانی کھینچ کر مُفت پلا دیا۔

فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰۤى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ٥ فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ ز قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ط فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ تف نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ٥

(سورۃ القصص ع ۳ پ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ پھر ان کے جانوروں کو پانی پلا دیا۔ پھر سایہ کی طرف ہٹ کر آیا۔ کہا۔ اے میرے رب! تو میری طرف جو اچھی چیز اتارے۔ میں اس کا محتاج ہوں۔ پھر ان دونوں میں سے ایک اس کے پاس شرم سے چلتی ہوئی آئی۔ کہا میرے باپ نے تمہیں بُلایا ہے۔ کہ تمہیں پلائی کی اُجرت دے۔ پھر جب اس کے پاس پہنچا۔ اور اس سے تمام حال بیان کیا۔ کہا کہ خوف نہ کر۔ تو اِس بے انصاف قوم سے بچ آیا ہے۔

قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ٥ (سورۃ القصص ع ۳ پ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ ان دونوں (بیٹیوں) میں سے ایک بولی۔ اے باپ اسے نوکر رکھ لے۔ بے شک بہتر نوکر جسے تو رکھنا چاہیے وہ ہے۔ جو زور آور اور امانتدار ہو۔

حضرت موسٰی علیہ السلام کو آٹھ سال بکریاں چرانے کی پیش کش

یہ پیش کش در اصل اس واسطے کی گئی ہے۔ کہ بکریاں والے نرم دل ہوتے ہیں۔ ورنہ دس بیس بکریوں کی ٹانگیں روز تڑوا کر آئیں۔ اور بکریاں اس قدر انتشار حال ہے۔ کہ ایک کا مُونہہ مشرق کو ہے تو دوسری کا مغرب کو۔ تیسری کا شمال کو ہے۔ تو چوتھی کا جنوب کو۔ چرواہا بیچارا سارا دن ان کو جمع کرنے میں بھاگتا پھرتا ہے۔

اِسی طرح

پیغمبر کی اُمّت بے سمجھ ہوتی ہے۔ پیغمبر بیچارا اللہ تعالیٰ کی طرح مہربان ہوتا ہے اگر سخت ہو تو مستجاب ہونے کے باعث ایک ہی دن میں بد دعا کر کے ساری اُمّت کا بیڑا غرق کر دے۔ حتّٰی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ کہ یا رسول اللہ! کیا آپ نے بھی بکریاں چرائی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا۔ علی قرا ریط من قریش۔ کہ قریش کی بکریاں چند قیراطوں کے عوض مَیں بھی چرایا کرتا تھا۔

حضرت شعیب علیہ السلام بھی تو نبی ہیں

وہ فرماتے ہیں:۔

وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ط سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ٥

(سورۃ القصص ع ۳ پ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ اور میں نہیں چاہتا۔ کہ تجھے تکلیف میں ڈالوں۔ اگر اللہ نے چاہا۔ تو مجھے نیک بختوں میں پائیگا۔

حضرت موسٰی علیہ السلام جب شعیب علیہ السلام سے رخصت لے کر آتے ہیں۔ تو راستہ میں نبوّت عطا ہوتی ہے۔

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖۤ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ج قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّيْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْۤ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ٥ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰۤى اِنِّيْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ٥ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ط فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ط يٰمُوْسٰۤى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ تف اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ٥ (سورۃ القصص ع ۴ پارہ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ پھر جب موسٰی وہ مدّت پوری کر چکا۔ اور اپنے گھر والوں کو لے کر چلا تو کوہ طور کی طرف سے ایک آگ دیکھی۔ اپنے گھر والوں سے کہا۔ ٹھہرو۔ میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔ شاید تمہارے پاس وہاں کی کچھ خبر یا آگ کا انگارا لے آؤں۔ تاکہ تم سینکو۔ پھر جب اس کے پاس پہنچا۔ تو میدان کے داہنے کنارے سے برکت والی جگہ میں ایک درخت سے آواز آئی۔ کہ اے موسٰی! میں اللہ (تعالیٰ) جہان کا رب ہوں۔ اور یہ کہ اپنی لاٹھی ڈال دے۔ پھر جب اسے دیکھا۔ کہ سانپ کی طرح لہرا رہا ہے۔ تو مونہہ پھیر کر الٹا بھاگا اور پیچھے مُڑ کر نہ دیکھا۔ اے موسٰیؑ سامنے آ۔ اور ڈر نہیں۔ بے شک تو امن والوں سے ہے۔ فقط۔

حضرت موسٰے علیہ السلام کو گویا کہ ایک معجزہ اللہ تعالےٰ نے عطا فرمایا۔ کہ حضرت موسٰی علیہ السلام کی لاٹھی سانپ بن جاتی تھی۔ اور سانپ کی طرح زمین پر رینگ کر چلتی تھی۔

دُوسرا معجزہ کہ

یہ ملا:۔

اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ز وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ ط اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ٥

(سورۃ القصص ع ۴ پ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ اپنے گریبان میں اپنا ہاتھ ڈال دو۔ وہ بغیر کسی عیب کے چمکتا ہُوا نکلے گا۔ اور رفع خوف کے لئے اپنا بازو اپنی طرف ملا۔ سو تیرے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے سرداروں کے لئے یہ دو سندیں ہیں۔ بے شک وہ نافرمان لوگ ہیں۔

اب موسٰیؑ حکم خداوندی سے اپنی قوم کے پاس جاتے ہیں۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْۤ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ٥

(سورۃ القصص ع ۴ پارہ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ پھر جب موسٰیؑ علیہ السلام ان کے پاس ہماری کھلی نشانیاں لے کر آئے۔ تو کہنے لگے۔ کہ یہ تو محض ایک بنایا ہُوا جادو ہے۔ اور ہم نے اُسے اپنے پہلے باپ دادا سے سُنا ہی نہیں ہے

وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْۤ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ط اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ٥ (سورۃ القصص ع ۴ پ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ اور موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا۔ کہ میرا رب خوب جانتا ہے۔ جو اس کی طرف سے ہدایت لے کر آیا ہے۔ اور جس کے لئے آخرت کا گھر ہے۔ بے شک ظالم نجات نہیں پائینگے۔

فرعون کی تعلّی

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرِي ۚ فَأَوْقِدْ لِي يَا هَامَانُ عَلَى الطِّينِ ... فَاجْعَلْ لِي صَرْحًا لَعَلِّي أَطَّلِعُ إِلَىٰ إِلَٰهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ (سورۃ القصص ع ۴ پ ۲۰)

ترجمہ:۔ اور فرعون نے کہا۔ اے سردارو! میں نہیں جانتا کہ میرے سوا تمہارا کوئی اور معبود ہے۔ پس اے ہامان! تو میرے لئے گارا پکوا۔ پھر میرے لئے ایک محل بنوا۔ کہ میں موسیٰ (علیہ السلام) کے خدا کو جھانکوں۔ اور بے شک میں اسے جھوٹا سمجھتا ہوں۔

فرعون کا آخری حشر

فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ۝ (سورۃ القصص ع ۴ پ ۲۰)

ترجمہ:۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے لشکروں کو پکڑ لیا۔ پھر انہیں دریا میں پھینک دیا۔ سو دیکھ لو۔ ظالموں کا کیا انجام ہوا؟ *

منٹگمری میں ایک عیسائی کنبہ کا قبول اسلام

مورخہ ۱۳/۱ بعد از نماز جمعہ حضرت فاضل جالندھری مولانا حبیب اللہ صاحب ناظم عمومی جامعہ رشیدیہ منٹگمری کے چونگی پاکپتن منٹگمری کے قریب مقیم چار افراد پر مشتمل ایک عیسائی کنبہ مشرف بہ اسلام ہوا۔

حضرت فاضل جالندھری کی تبلیغی سرگرمیوں کی بنا پر یہاں کی عیسائی آبادی میں اسلام کی رغبت روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ چند روز قبل بھی ایک عیسائی اسلام کا حلقہ بگوش ہوا تھا۔

نوٹ

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ اور اپنے مکمل پتے صاف اور خوشخط لکھا کیجئے۔ (مینیجر)

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات یکم شعبان المعظم سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۹ جنوری سنہ ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی:۔

"استقامت کرامت سے کچھ کم نہیں"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد:۔

یہ مجلس ہفتہ میں ایک بار منعقد ہوتی ہے جو حضرات اس مجلس کی برکات و فیوض حاصل کرنے کی غرض سے اس میں شریک ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اجر کو کبھی رائیگاں نہیں فرمائیگا۔ بڑے خوش قسمت ہیں وہ لوگ، جنہیں اس روحانی محفل کی کیفیتوں سے بہرہ ور ہونے کا موقعہ نصیب ہوتا ہے۔

میں پہلے بھی کئی بار عرض کر چکا ہوں اور اب پھر کہتا ہوں کہ جو لوگ خلوص نیت اور حسن اعتقاد کے ساتھ اس مجلس میں شریک ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کی مغفرت فرمائے گا۔ اور وہ یہاں سے کبھی محروم نہیں جائیں گے۔ شرط یہ ہے کہ وہ نیک نیتی کے ساتھ اس میں شامل ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔

(عملوں کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔)

دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حسن نیت اور خلوص کی دولت سے بہرہ ور فرمائے اور ہمیں نیک نیتی کے ساتھ اس مجلس میں شامل ہونے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین یا رب العٰلمین

اعمال صالحہ میں سب سے زیادہ قابل قدر بات اللہ کے نزدیک یہ ہے کہ انسان ان پر استقامت اختیار کرے۔ استقامت سے مراد ہے، پوری پابندی سے اور جم کر کسی کام کو کرنا۔ کسی کام کو اگر استقامت کے ساتھ سرانجام دیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس کی قدر و قیمت بہت زیادہ ہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے:۔

أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ

اللہ کے ہاں سب سے پسندیدہ عمل وہ ہے۔ جو ہمیشہ کیا جائے۔ اگرچہ وہ عمل کتنا کم ہی کیوں نہ ہو۔

مقصد یہ کہ عمل خواہ تھوڑا ہو۔ لیکن اگر آدمی اسے ہمیشہ کرے اور اس پر مضبوطی سے قائم رہے۔ تو یہی چیز اس کی نجات کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ اسی لئے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ:۔

أُطْلُبِ الْاِسْتِقَامَةَ وَلَا تَطْلُبِ الْكَرَامَةَ فَإِنَّ الْاِسْتِقَامَةَ فَوْقَ الْكَرَامَةِ

استقامت طلب کرو۔ کرامت کے پیچھے مت پڑو۔ کیونکہ استقامت کا مرتبہ کرامت سے کہیں زیادہ ہے۔

میں بزرگوں کی عظمت اور ان کی بزرگی کا دل و جان سے معترف ہوں اور آجکل کے نام نہاد پیروں اور پیرزادوں سے زیادہ ان کی نیکی اور پارسائی کا معتقد ہوں۔

بزرگوں کی صحبت میں بیٹھنے سے اور ان کی نگاہ فیض کے اثر سے بحمد اللہ مجھے توفیق میسر آ گئی ہے کہ اب یہ بھی مجھ پر منکشف ہو جاتا ہے۔ کہ کون اپنی قبر میں کس حال میں ہے۔

ایک صاحب مولوی فتح محمد بہاولپور کے کسی مدرسہ کے سفیر تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے مجھ سے اپنے والدین کے بارے میں استفسار کیا کہ مرنے کے بعد اب ان کا کیا عالم ہے۔

میں نے دونوں کے نام دریافت کئے۔ اور انہیں بتایا۔ کہ تمہارا باپ سخت تکلیف میں ہے۔ البتہ تمہاری والدہ راحت میں ہے۔

یہ سن کر اس نے اعتراف کیا۔ کہ واقعی میرا والد مشرک تھا۔ اور اس کا عقیدہ اچھا نہیں تھا۔

تو میں یہ کہہ رہا تھا۔ کہ مجھ سے زیادہ کون بزرگوں کا عقیدت مند ہوگا۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ انہیں خدائی کا درجہ دے دیا جائے۔

ان بزرگوں نے جو کچھ بھی حاصل کیا ہے اعمال صالحہ ہی کی بدولت کیا ہے اور

اعمال صالحہ میں بھی اصل مقصود استقامت ہے کہ اگر یہ میسّر نہ ہو تو کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا ـــ!

قرآن پاک میں ہے:ـ
اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِیَآءُ کُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَۃِ وَ لَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْ اَنْفُسُکُمْ وَ لَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ۝

ترجمہ:ـ تحقیق جنہوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے۔ پھر اُسی پر ٹھہرے رہے۔ ان پر اُترتے ہیں فرشتے۔ کہ تم نہ ڈرو۔ نہ غم کھاؤ۔ اور خوشی سُنو اس بہشت کی۔ جس کا تم کو وعدہ تھا۔ ہم ہیں تمہارے رفیق دنیا میں اور آخرت میں۔ اور تم کو وہاں ہے جو چاہے جی تمہارا۔ اور تم کو وہاں ہے جو منگواؤ۔ مہمانی ہے اس بخشنے والے مہربان سے۔

ایک حدیث میں ہے کہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی نے درخواست کی۔ کہ حضورؐ! مجھے کوئی ایسی نصیحت فرمایئے جو دنیا و عقبیٰ میں میرے لئے کافی ہو۔ ارشاد ہوا:ـ

قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسْتَقِمْ

ترجمہ:ـ اقرار کر کہ میں اللہ پر ایمان لایا۔ اور پھر اس اقرار پر مضبوطی سے جم جا۔

استقامت بہت بڑی نعمت ہے۔ ہر دم یہ دعا ہونی چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں نیک اعمال میں استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

وقت چونکہ کم ہے۔ اس لئے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں نیکی راستبازی، حسن نیت اور استقامت نصیب فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ سُبْحٰنَکَ اَللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ نَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ نَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ نَسْتَغْفِرُکَ وَ نَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ صَحْبِہٖ

جناب ایم عبدالرحمٰن صاحب لودھیانوی (شیخوپورہ)

فضیلتِ شعبان المعظّم و شبِ براءۃ

شعبان المعظّم قمری مہینوں میں سال کا آٹھواں مہینہ ہے۔ جو رجب المرجّب اور رمضان شریف کے درمیان آتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس مبارک مہینہ میں عموماً اور اس کے خاص خاص اوقات میں خصوصاً ایسے احکام نازل فرمائے ہیں۔ جن سے اس مبارک مہینہ کی فضیلت اور خیر و برکت ثابت ہوتی ہے۔ اور غالباً اس مہینہ کو شعبان المعظّم کے مبارک نام سے موسوم کرنے کا بھی یہی منشاء معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس مبارک مہینہ میں قُربِ رمضان اور تعظیم رمضان شریف کی وجہ سے اللہ تعالےٰ کی بہت زیادہ رحمت پھیلائی جاتی ہے۔ جو کہ لفظ شعبان کے مفہوم سے واضح ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیگر عبادات کی طرح ہر قسم کے نفلی اور فرضی روزوں کی ترغیب اور تکمیلِ شکر کے لئے بہت زیادہ اہتمام فرماتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے آپؐ کو رمضان کے علاوہ کسی اور ماہ کے کامل روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا اور نہ ہی آپؐ کو شعبان سے زیادہ کسی اور ماہ میں روزے رکھتے ہوئے دیکھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ماہ کے روزے بہت محبوب تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ میں نے رسالتمآبؐ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہؐ کیا سبب ہے۔ کہ آپؐ ماہ شعبان میں زیادہ روزے رکھتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ! اسی مقدّس مہینہ میں اس سال کے مرنے والوں کی فہرست تیار کی جاتی ہے۔ مجھے زیادہ محبوب ہے۔ کہ جس وقت میرا نام اِس فہرست میں لکھا جائے تو میں روزہ رکھے ہوئے ہوں۔

جناب رسول انورؐ فرماتے ہیں۔ کہ لوگ اس مقدّس مہینہ کی برکتوں اور خوبیوں سے غافل ہیں۔ حالانکہ اس ماہ میں لوگوں کے اعمال بارگاہِ خداوندی میں پیش ہوتے ہیں۔ مجھے یہ زیادہ محبوب ہے۔ کہ میرا عمل جس وقت بارگاہِ الٰہی میں پیش ہو۔ میں روزہ رکھے ہوئے ہوں
فَاُحِبُّ اَنْ لَّا یُرْفَعَ عَمَلِیْ اِلَّا وَ اَنَا صَائِمٌ (بیہقی)

رسالتمآبؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس شوق اور شغفِ عبادت کو اِس مقدّس مہینہ میں دیکھ کر صحابہ کرامؓ خیر القرون اور قرونِ وسطیٰ کے خاص خاص مسلمانوں کی یہ حالت ہو جایا کرتی تھی کہ شعبان المعظم کا چاند دیکھتے ہی قرآنِ کریم کی

بقیہ:

قوّتِ ایمانی کی کرشمہ سازیاں

(صـ۳ سے آگے)

پیغمبرؐ کے وصال سے عربوں کے حوصلے پست نہیں ہوئے۔

حضرت صدیقؓ تمام باغی صُوبوں اور علاقوں میں لشکر روانہ فرماتے اور چاروں طرف فرمان جاری کرتے اور اطاعتِ خدا و رسولؐ کی دعوت دیتے ہیں ـــ!

مسیلمہ کذاب کے چالیس ہزار لشکر کو شکست ہو جاتی ہے۔ منکرین زکوٰۃ جُھک جاتے ہیں اور مدعیان نبوّت کے لشکر تتر بتر ہو جاتے ہیں۔

ملک میں امن و امان قائم کرنے کے بعد صحابہؓ روم و ایران پر بہ یک وقت بڑھتے اور ان سے اسلام کا لوہا منوا لیتے ہیں ـــ!

یہ کیا تھا؟ آسمانی وحی، خدائی وعدوں پر یقین۔ خدا تعالےٰ کے سچے رسولؐ کی اطاعت اور وفاداری، اور اسلامی اُصول پر استقامت کا نتیجہ تھا جو اللہ تعالےٰ کو اپنے پیغمبرؐ کی کارکردگی بتانی تھی کہ وہ کیسی پاک اور اللہ والوں کی جماعت تیار کر چکا ہے۔ جس نے اُس کے نام کو ربع مسکون میں بُلند کر دکھایا۔

تلاوت میں مصروف ہو جاتے۔ دولتمند اصحاب اپنے مال کی زکوٰۃ نکال کر ضعفا اور مساکین میں تقسیم فرماتے اور حکام اسلام مجرموں پر حدود جاری کرنے میں تعجیل فرماتے تا کہ رمضان شریف تک حدود کا کوئی ایسا اثر اُن کے جسم پر باقی نہ رہے۔ جو رمضان شریف میں عبادتِ الٰہی میں رکاوٹ کا باعث ہو۔ اور اکثر لوگ شب و روز اپنے گناہوں کی مغفرت اور اللہ تعالےٰ کی عبادت میں مصروف رہتے۔ خدا کے راستے میں بھُوکا پیاسا رہنے کی عادت ڈالتے۔

اس مہینہ کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے۔ کہ اس کو سرورِ دو عالم نے اپنا مہینہ فرمایا ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں۔

رَمَضَانُ شَهْرُ اللّٰهِ وَ شَعْبَانُ شَهْرِيْ۔ یعنی رمضان اللہ کا مہینہ ہے اور شعبان میرا۔

سو جس مہینے کے متعلق محبوب ربّ العالمین یہ فرمائیں کہ یہ میرا مہینہ ہے۔ تو اُس کی فضیلت اور برتری کا اندازہ وہی لوگ لگا سکتے ہیں۔ جو اپنے اندر حُبِّ رسولؐ اور اتباعِ رسولؐ کا سچا جذبہ رکھتے ہیں۔!

رسول اللہؐ ماہ رجب کے داخل ہونے کے وقت یہ فرماتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَ بَلِّغْنَا رَمَضَانَ۔

ترجمہ:۔ اے اللہ! رجب، اور شعبان میں ہمارے لئے خیر و برکت، عطا فرما اور عافیت کے ساتھ رمضان تک پہنچا دے۔

اس ماہ میں حضورؐ روزے اس وجہ سے زیادہ رکھا کرتے تھے۔ تا کہ اپنی اُمّت کو بھی اس مہینہ میں روزہ رکھنے کی ترغیب و تحریص دلائیں۔ اور ترک اس سبب سے کر دیا کرتے تھے۔ کہ کہیں لوگ ان کو فرض سمجھ کر مشقّت میں نہ پڑ جائیں۔

یہ تھا رسول اللہؐ کا اُسوۂ حسنہ شعبان المعظم کے متعلق، جس کی پیروی ہمارا دین و ایمان ہونا چاہیئے۔ اور اگر ہم واقعی اپنے آپ کو حضورؐ کا اُمّتی اور سچا محبّ رسولؐ سمجھتے ہیں۔ تو ہمیں بھی اس مہینے میں بکثرت روزے رکھنے چاہئیں۔ یقیناً ہر مسلمان کی یہ خواہش ہونی چاہیئے۔ کہ جب اُس کے اعمال خدا کے سامنے پیش ہوں۔ تو وہ عبادت، و بندگی اور روزہ کی حالت میں ہو۔ اور اگر مسلمان اس مہینہ کو بھی دیگر مہینوں کی طرح غفلت و جمود اور معصیت و سیاہ کاری میں کھو دیں۔ تو وہ رسول اللہؐ کے سچے اُمّتی اور حقیقی محبِّ رسولؐ نہیں۔ بلکہ نفس پرست انسانوں میں شامل ہیں۔

شبِ برأت

اس مقدّس مہینہ کی پندرھویں رات (یعنی ۱۴ر تاریخ کا دن ختم ہونے کے بعد جو رات آئے گی) کو شب براۃ کہتے ہیں۔ اس مقدّس رات کا تذکرہ قرآنِ کریم میں ہونے کے متعلق مفسّرین میں اختلاف ہے۔

اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ٥ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ٥ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ٥ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ط اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ٥

(پ ۲۵ ع ۱۴ سورۃ دُخان)۔

ترجمہ:۔ ہم نے اس کو (قرآن کو) مبارک رات میں نازل کیا ہے۔ یقیناً ہم ڈرانے والے تھے۔ اس رات میں ہر ایک کام (جو حکمت پر مبنی ہے) ہمارے حکم سے تصفیہ پاتا ہے۔ (ازآں جملہ قرآن بھی تھا۔) بے شک ہم ہیں بھیجنے والے۔ یہ تیرے ربّ کی رحمت سے ہے۔ بے شک وہی ہے سننے اور جاننے والا۔

مطلب:۔ اس رات میں ہر حکمت کی بات بیان اور ظاہر کی جاتی ہے۔ یعنی جو حوادث، دنیا میں ظاہر ہونے والے ہوتے ہیں (جیسے کسی کا مرنا، کسی کا امیر ہونا، کسی کا فقیر ہونا، بیمار و تندرست ہونا، قحط و ارزانی اور سلطنت و حکومت کا تغیّر و تبدّل وغیرہ) اُن کو بارگاہِ قدس سے ملائکہ مدبّرانِ عالم پر ظاہر کیا جاتا ہے۔ گو یہ اُمور لوحِ محفوظ میں روزِ اوّل لکھے گئے تھے۔ مگر اس رات میں انتظامِ عالم کے لئے ایک سال کے حوادث اُن کے مدبّر اور کارکن ملائکہ پر ظاہر کئے جاتے ہیں تاکہ اس کی تعمیل کریں۔ یہ اس رات کی بڑی عظمت و فضیلت ہے۔ اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں۔ کہ عالمِ ناسوت میں جو معاملات ظاہر ہونے والے ہیں۔ عالمِ ملکوت میں اس رات میں ظاہر کئے جاتے ہیں۔ گو خدا تعالیٰ کے نزدیک رات دن برابر ہے۔ اور عالمِ ملکوت میں یہ رات دن کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔

حضرت عکرمہؓ اور ایک جماعت کہتی ہے۔ کہ لیلۃ المبارک سے مراد نصف شعبان کی رات ہے جسے شب برات بھی کہتے ہیں۔ (حقانی)

علامہ عماد الدین ابن کثیرؒ نے تفسیر میں نقل فرمایا ہے۔ کہ قرآن کریم شب برأت کے ذکر سے قطعًا خالی ہے۔ ممکن ہے کہ پندرھویں شعبان سے اس کام کی ابتدا ہو اور شب قدر پر انتہا ہو۔ سال بھر کے متعلّق قضا و قدر کے حکیمانہ اور اٹل فیصلے اسی عظیم الشان رات میں لوحِ محفوظ سے نقل کر کے اُن فرشتوں کے حوالے کئے جاتے ہیں۔ جو شعبہ ہائے تکوینیات میں کام کرنے والے ہیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ اس مقدّس رات رسالت مآبؐ میرے کمبل سے جو خاص اُون وغیرہ کا نہ تھا۔ بلکہ اُونٹ اور بکری کے بالوں سے بنا ہوُا تھا باہر تشریف لے گئے۔ مجھے خیال ہوُا۔ کہ شاید آپ اپنی کسی دوسری بیوی کے ہاں تشریف لے گئے۔ اولاً میں نے گھر ہی میں آپؐ کی تلاش شروع کی۔ اچانک میرا ہاتھ آپؐ کے پاؤں پر پڑا۔ معلوم ہوُا۔ کہ آپؐ سربسجود ہیں اور انتہائی عجز و انکساری سے اپنے گناہوں کی مغفرت اور اللہ تعالےٰ کے بیشمار انعامات اور احسانات کا شکر بجا لاتے ہوئے کما حقہٗ اس کی ثناء و حمد کرتے ہیں اور قصور کا اعتراف فرما رہے ہیں۔ اسی آہ و بکا میں کبھی بیٹھے کبھی کھڑے تمام رات گزار دی۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور آپؐ کے قدم مبارک ورم کر آئے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اشارۃً عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ کیا اللہ تعالےٰ نے آپ کے منصب نبوّت پر فائز ہونے سے پہلے اور پچھلے گناہ (بھُول چوک وغیرہ) معاف نہیں فرما دیئے؟ آپؐ نے فرمایا اے عائشہؓ! اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا ٥ کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

برات، کے معنی لُغت میں بَری ہونے کے ہیں۔ اس رات میں چونکہ گنہگاروں کی مغفرت اور مجرموں کی برأت ہوتی ہے۔ اسلئے شب برأت کہتے ہیں۔

حدیث نمبر۱:- آنحضرتؐ نے فرمایا- اے عائشہؓ! تو جانتی ہے کہ اس مبارک رات میں کیا ہوتا ہے؟ عائشہؓ نے عرض کیا- کہ اے اللہ کے رسولؐ! آپ فرمائیے کیا ہوتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا- کہ اس مقدس رات کو آئندہ سال میں ہر پیدا ہونے والے اور مرنے والے کا نام فہرست میں لکھا جاتا ہے- اور اسی رات بندوں کا رزق اُترتا ہے اور اُن کے تمام اعمال و افعال اللہ تعالیٰ کی جنابؐ میں پیش ہوتے ہیں- حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا- کہ اے اللہ کے رسولؐ! کیا کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل ہو سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا- کہ ہرگز نہیں- عائشہؓ نے عرض کیا- کیا آپ بھی رحمتِ خداوندی کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہو سکتے؟ آپؐ نے فرمایا میں بھی رحمتِ خداوندی کے بغیر جنت میں نہیں جا سکتا- الا یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے-

حدیث نمبر۲:- حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں- کہ حضور رسالت مآبؐ نے فرمایا- کہ جب شعبان کی پندرھویں رات ہو- تو اس رات قیام کرو (نماز پڑھو) اور پندرھویں تاریخ دن کو روزہ رکھو- کیونکہ اس رات اللہ تعالیٰ غروب آفتاب ہی سے آسمان دنیا پر نزول فرما کر اعلان فرماتے ہیں- کہ کیا کوئی مغفرت چاہنے والا ہے؟ کہ ہم اس کی مغفرت کر دیں- کیا کوئی رزق طلب کرنے والا ہے؟ کہ اُسے رزق دے دیں- کیا کوئی مصیبت زدہ ہے کہ اُسے نجات دیں- کیا کوئی فلاں فلاں حاجت والا ہے؟ کہ اس کی حاجت پوری کریں- صبح صادق تک حق جل وعلا شانہٗ اعلان فرماتے رہتے ہیں-

حدیث نمبر۳:- نبی کریمؐ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو اپنی مخلوق کی طرف ایک خاص توجہ فرماتے ہیں- اور مشرک (کینہ ور آدمی) کے سوا سب کی مغفرت فرما دیتے ہیں-

حدیث نمبر۴:- حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں- کہ ایک رات میں نے حضورؐ کو گھر میں نہ پایا- تو میں تلاش کے لئے نکلی- آپؐ جنت البقیع (قبرستان مدینہ) میں تھے آپؐ نے فرمایا- کہ میرے پاس جبرئیلؑ تشریف لائے اور کہا کہ آج نصف شعبان کی رات ہے- اس میں اللہ تعالیٰ اتنے لوگوں کو جہنم سے نجات دے گا جتنے قبیلہ کلب کی بکریوں کے بال ہیں- (قبائل عرب میں اس قبیلہ کی بکریاں سب سے زیادہ تھیں) مگر چند بد نصیب شخصوں کی طرف اس رات نظر عنایت نہ ہو گی- یعنی مشرک، کینہ ور، قطع رحمی کرنے والے، والدین کی نافرمانی کرنے والے پاجامہ یا تہ بند کو ٹخنوں کے نیچے لٹکانے والے اور شراب نوشی کرنے والے کی طرف- (رواہ البیہقی کذا فی الترغیب)-

ماہِ شعبان کے احکام

(۱) پندرھویں شب شعبان (شب برأۃ) میں مُردوں کے لئے گورستان میں جا کر دعا و استغفار کرنا مستحب ہے-

(۲) اگر کچھ صدقہ خیرات یا کھانا وغیرہ پکا کر بخش دیا جائے تو مضائقہ نہیں-

(۳) اس شب میں بیدار رہ کر عبادت کرنا خواہ خلوت میں یا جلوت میں افضل ہے- لیکن اجتماع کا اہتمام نہ کیا جائے-

(۴) شعبان کی پندرہ تاریخ کو روزہ رکھنا مستحب ہے اور اس کی بہت فضیلت آئی ہے-

(۵) شعبان کے چاند کو اہتمام سے دیکھنے اور اس کی تاریخوں کو رمضان المبارک کے لئے خاص طور سے یاد رکھنے کا حدیث شریف میں حکم آیا ہے-

(۶) شب برات کو خصوصیت سے حلوہ پکانا اور اس کو حکم شرعی جاننا دین کے اندر زیادتی ہے-

(۷) اس حلوے کے متعلق بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضورؐ کا دانت مبارک جب شہید ہوا تھا- تو آپؐ نے حلوہ نوش فرمایا تھا- اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت امیر حمزہؓ کی شہادت اسی دن ہوئی تھی- یہ اُن کی فاتحہ ہے- یہ سب بے اصل ہے- یہ دونوں واقعے ماہ شوال کے ہیں-

(۸) بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ شب برأت سے پہلے اگر کوئی مر جائے اور شب برأت کو اگر اس کی فاتحہ نہ دلائی جائے- تو وہ مُردوں میں شامل نہیں ہوتا- یہ بالکل لغو ہے-

(۹) بعض لوگ اس تاریخ کو مسور کی دال ضرور پکاتے ہیں- یہ بھی بے اصل ہے-

(۱۰) آتش بازی مطلقاً بالخصوص اس رات میں چلانا بہت بُرا ہے-

(۱۱) آتشبازی کے لئے اپنے بچوں کو پیسے دینا یا اُن کے لئے خریدنا، یا اس میں کسی قسم کی اعانت کرنا ناجائز ہے-

(۱۲) چودہ تاریخ شعبان کو تیوہار منانا اور عید بقرعید کی طرح بچوں کو کپڑے پہنانا اور عیدی دینا بے اصل ہے-

(۱۳) اس شب میں برتنوں کا بدلنا اور گھر لیپنا اور زیادہ چراغوں کا روشن کرنا بلا دلیل ہے-

غالباً یہ عمل ہندوؤں کی دیوالی سے لیا گیا ہے- علی بن ابراہیم کا قول ہے کہ زیادہ روشنی کرنا بعض برامکہ سے شروع ہوا ہے- یہ لوگ اصل میں آتش پرست تھے- جب اسلام لائے تو انہوں نے یہ رسم اسلام میں داخل کی- تاکہ مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھتے وقت آگ کو سجدہ کریں- پھر ائمہ ھدیٰ نے ان منکرات کو باطل کیا اور آٹھویں صدی کے شروع میں بلاد مصریہ وشامیہ میں ان منکرات کا خوب قلع قمع کیا گیا- عجب نہیں کہ یہ آتش بازی بھی اسی کا شعبہ ہو- (ما ثبت بالسنۃ للشیخ عبد الحق الدہلوی)-

عطاء بن یسار نے کہا کہ اس شب میں ملک الموت کو ایک فرد مل جاتی ہے اور حکم ہوتا ہے کہ جو جو اس میں درج ہیں- اُن کی جان اس سال میں قبض کرنا- تو بعض آدمی درخت لگا رہے ہیں اور بیبیوں سے نکاح کر رہے ہیں- اور مکان تعمیر کر رہے ہیں اور اُن کے نام مردوں میں لکھے جا چکے ہیں- (ابن ابی الدنیا)

پندرھویں رات کو حق تعالیٰ غروب شمس ہی کے وقت آسمان دُنیا پر تشریف لا کر ارشاد فرماتے ہیں- کوئی مغفرت مانگنے والا ہے؟ کہ میں اُس کو بخشوں- کوئی طالب رزق ہے؟ کہ اُس کو رزق دوں- کوئی مُبتلائے مصیبت ہے؟ کہ اس کو عافیت دُوں- ہے کوئی ایسا؟ ہے کوئی ایسا؟ یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے- (ابن ماجہ بیہقی)

فرشتے کیا کرتے ہیں؟

خدا کے فرشتے احکام خداوندی کی اتباع کرتے ہوئے خدا کے فرمانبردار بندوں کو فرمان برداری پر مبارک باد اور خوش خبری سناتے ہیں-

....

صلحائے اُمّت کیا کرتے تھے؟

صحابہ کرامؓ، ائمہ عظام اور سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اس مبارک مہینے کی پندرھویں رات کو پاک صاف ہو کر فرض نماز باجماعت پڑھ کر نماز نفل پڑھا کرتے قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے۔ حدیث شریف پڑھتے۔ تسبیح، تحمید اور تکبیر کہتے۔ درود شریف اور صلوٰۃ التسبیح پڑھتے۔ رسول کریمؐ نے فرمایا ہے۔ کہ اس کے پڑھنے سے آدمی کے اگلے پچھلے گناہ، ظاہرہ اور پوشیدہ خطاءً اور عمداً چھوٹے بڑے سب معاف ہو جاتے ہیں۔

صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا طریقہ

چار رکعت، نماز نفل صلوٰۃ التسبیح کی نیت کر کے تکبیر تحریمہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ آخر تک پڑھے پھر ۱۵ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے۔ اس کے بعد اعوذ باللہ بسم اللہ۔ الحمد شریف اور کوئی سورۃ پڑھ کر دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھے۔ پھر رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہنے کے بعد دس مرتبہ۔ پھر رکوع سے سر اٹھائے اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ وَرَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہنے کے بعد دس مرتبہ تسبیح پڑھے۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کے بعد دس بار یہی تسبیح پڑھے۔ پھر سجدہ سے سر اٹھا کر دس بار یہی تسبیح پڑھے۔ پھر دوسرے سجدہ میں بھی دس بار یہی تسبیح پڑھے۔ پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے۔ اور ۱۵ مرتبہ تسبیح مذکورہ پڑھ کر بسم اللہ، الحمد اور سورۃ کے بعد دس مرتبہ مذکورہ تسبیح پڑھے اور پہلے کی طرح رکوع سجود میں تسبیح پڑھے۔ درمیانی قعدہ کیا جائے۔ التحیات، پڑھی جائے۔ پھر تیسری اور چوتھی رکعت میں بھی اسی طرح مذکورہ تسبیح پڑھی جائے۔ ہر رکعت میں ۷۵ بار پڑھی جائے۔

اس ماہ میں کرنے کے کام

مسلمانوں کو اس مبارک مہینہ میں اپنے رسولؐ کی پیروی میں کثرت سے روزے رکھنے چاہئیں۔

کثرت کے ساتھ توبہ و استغفار کرنی چاہیئے۔

پندرھویں شب کو عبادت کرنا اور بالخصوص پندرھویں تاریخ کو روزہ رکھنا چاہیئے۔

جن گناہوں کی وجہ سے لوگ اس جلیل القدر رات کی رحمت و مغفرت سے محروم رہتے ہیں اُن سے توبہ کرنی چاہیئے۔

خدائے قدّوس

— مولانا ظفر علیخاں

گواہی دے رہی ہے اس کی یکتائی پہ ذات اسکی
دوئی کے نقش سب جھوٹے ہیں سچا ایک نام اسکا
ہر اک ذرّہ فضا کا داستاں اسکی سُناتا ہے
ہر اک جھونکا ہوا کا، آ کے دیتا ہے پیام اسکا
عبودیّت کو بھی کیا کیا مدارج اُسنے بخشے ہیں
جہاں میں بن کے آتا ہے رسول اسکا غلام اسکا
ہوئی ختم اس کی حجّت، اس زمیں کے بسنے والوں پر
کہ پہنچایا ہے ان سب تک محمدؐ نے کلام اسکا
نہ جا اسکے تحمّل پر کہ بے ڈھب ہے گرفت اسکی
ڈر اس کی دیر گیری سے کہ ہے سخت انتقام اسکا

انتباہ

باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ عبیداللہ نامی کوئی شخص ریاست بہاولپور کی منڈیوں میں میرے اور انجمن خدام الدین کے نام پر چندہ جمع کر رہا ہے۔ میں نے اپنی ساری زندگی میں کبھی کسی سے چندہ نہیں مانگا۔ اور نہ اب، میں نے کسی کو اس مقصد کے لئے مقرر کیا ہے۔ اس لئے جملہ متعلقین اور بہی خواہان سے التماس ہے۔ کہ وہ ایسے کسی بھی شخص سے مطلق تعاون نہ کریں۔ بلکہ اسے قانون کے حوالے کر دیں۔

احمد علی عفی عنہ امیر انجمن خدام الدین لاہور

ہم میں ایسے مسلمان کہاں؟ جو حقیقت و سعادت کی جستجو میں غفلت و جمود کے گنبد سے نکلیں۔ رحمت و مغفرت کے موتیوں کے لئے اطاعت و عبدیت کے سمندر کی گہرائیوں میں غوطے لگائیں اور تفکّر و تدبّر کی کان کھود کر سونا تلاش کریں۔

دوستو! خدا کے لئے اپنے دینی اعمال و اشغال کی حقیقت و رُوح کو سمجھو اُسوۂ حسنہ کی پیروی کرو۔ اور دین و مذہب کے نام پر جو خرافات تم نے اپنے (خود ساختہ) مذہب میں داخل کر لی ہیں۔ اُن سے چھٹکارا حاصل کرو۔ مذہبی اور رُوحانی زندگی کے حقائق سے نہ گھبراؤ۔ اور اپنی رُوح کو ایک بیش بہا نگینہ خیال کرو۔

رمضان سے پہلے شعبان اس لئے آتا ہے۔ کہ تم شعبان کے روزے رکھ کر اور پندرھویں رات کی عبادت و استغفار کر کے اس ڈبیہ کو گرد و غبار سے محفوظ رکھو۔ تاکہ اس میں صبر و تقویٰ کے نورانی موتی پیدا ہو جائیں۔ اور رمضان مبارک کی سعادتوں سے کما حقہٗ فیضیاب ہو سکو۔ ٭

جناب محمد شفیع عمرالدین صاحب (سانگھڑ)

امتناعی احکام

(۴)

(۴۳) کسی کی غیبت نہ کرو

(۱) وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ط اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ط (الحجرات آیت ۱۲)۔

ترجمہ:- اور نہ کوئی کسی کی غیبت کیا کرے ۔ کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ سو تم اس کو تو ناپسند کرتے ہو۔

(۲) وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ (الہمزہ آیت ۱)۔

ترجمہ:- ہر غیبت کرنے والے طعنہ دینے والے کے لئے ہلاکت ہے۔

حدیث:- چغل خور بہشت میں نہیں جائیگا۔ (بخاری۔ کتاب الادب)۔

حدیث:- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دو قبروں کی طرف سے گزر ہوا۔ فرمایا۔ ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے۔ اور کسی بڑی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا ہے ۔ ایک شخص تو پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا۔ اور دوسرا چغلیاں کھاتا پھرتا تھا۔ (بخاری۔ کتاب الادب)۔

حدیث:- حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے دریافت فرمایا۔ تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسولؐ خوب جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اپنے مسلمان بھائی کا ایسی باتوں کے ساتھ ذکر کرنا جو اُس کو بُری معلوم ہوں۔ (غیبت ہے) پوچھا گیا۔ اگر میرے بھائی کے اندر وہ برائی موجود ہو جس کا میں نے ذکر کیا ہے ۔ تب بھی اس کو غیبت کہا جائے گا؟ آپؐ نے فرمایا۔ اگر اس کے اندر وہ برائی موجود ہو۔ جس کا تو نے ذکر کیا ہے تو تُو نے اس کی غیبت کی ۔ اگر وہ برائی اس میں موجود نہ ہو۔ تو نے اس پر بہتان لگایا۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔ اگر تو نے اپنے بھائی کی وہ برائی بیان کی جو اس کے اندر پائی جاتی ہے۔ تو تُو نے اس کی غیبت کی۔ اور اگر تو نے اس کی نسبت ایسی بات کہی جو اس کے اندر نہیں پائی جاتی ۔ تو نے بہتان لگایا۔ (مشکوٰۃ)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں "پس اس سے پرہیز کرو۔ حدیث میں آیا ہے کہ غیبت زنا سے سخت تر ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "شب معراج میں میرا گزر ایسی جماعت پر ہوا جو اپنے منہ اپنے ناخن سے نوچ رہے تھے۔ یہ لوگ غیبت کیا کرتے تھے"۔

کسی مسلمان کے پیٹھ پیچھے اس کے متعلق کوئی واقعی بات ایسی ذکر کرنی کہ اگر وہ سُنے تو اس کو ناگوار گزرے غیبت کہلاتی ہے مثلاً کسی کو بیوقوف یا کم عقل کہنا۔ یا کسی کے حسب و نسب میں عیب نکالنا۔ یا کسی شخص کی کسی حرکت یا مکان یا مویشی یا لباس غرض جس سے بھی اس کو تعلق ہو۔ اس کا کوئی عیب ایسا بیان کرنا جس کا سننا اسے ناگوار گزرے، خواہ زبان سے ظاہر کیا جائے خواہ رمز و کنایہ سے یا ہاتھ اور آنکھ کے اشارہ سے نقل اُتاری جائے یا تعریض کی جائے۔ یہ سب غیبت میں داخل ہے۔ (اربعین)

غیبت کی جائز صورتیں بقول حضرت امام غزالیؒ یہ ہیں:-

(۱) مظلوم دفع ظلم کے لئے سرکاری افسروں کے سامنے ظالم کا ظلم بیان کر سکتا ہے۔ لیکن دوسروں کے سامنے بیان کرنا جو ظلم دفع نہیں کر سکتے غیبت میں داخل ہے۔

(۲) کسی شخص سے کوئی بدعت یا خلاف شرع امر رفع کرنے میں مدد لینی ہو یا کسی کو اس کے فتنہ سے بچانا ہو تو ان سے بھی اِن بدعتی لوگوں کا حال بیان کرنا اگرچہ غیبت میں شمار ہوتا ہے مگر جائز ہے۔

(۳) مفتی سے فتویٰ لیتے وقت صحیح واقعہ بیان کرنا اگرچہ اس میں غیبت ہو جائز ہے۔ جب کہ اس میں اپنا یا کسی مسلمان کا فائدہ منظور ہو۔

(۴) نکاح یا خرید و فروخت کے بارے میں جو بات معلوم ہو بیان کر دینا تا کہ کسی شخص کو ناواقفیت کے باعث نقصان نہ پہنچے۔ (اربعین)

یاد رہے کہ غیبت حرام ہے۔ اس سے بچنا چاہیئے۔ دوسروں کے عیوب پر نظر ڈالنے کی بجائے اپنے عیوب پر نظر کرنی چاہیئے۔

(۴۴) کسی کو طعنہ نہ دو

(۱) وَلَا تَلْمِزُوْا اَنْفُسَكُمْ۔ (الحجرات آیت ۱۱)

ترجمہ:- اور ایک دوسرے کو طعنے نہ دو۔

(۲) وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ۔ (سورۃ الہمزہ آیت ۱)۔

ترجمہ:- ہر غیبت کرنے والے، طعنہ دینے والے کے لئے ہلاکت ہے۔

طعنہ زنی منافقوں کی خصلت ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ "ایک بار آنحضرتؐ نے تقید کیا خیرات پر۔ عبدالرحمن بن عوفؓ چار ہزار درہم لائے۔ اور لوگ لانے لگے۔ عاصمؓ چار سیر جَو لائے۔ عبدالرحمنؓ نے کہا۔ آٹھ ہزار میں رکھتا تھا۔ نصف اپنے رَب کو قرض دیتا ہوں۔ اور نصف حق عیال کا۔ عاصمؓ نے کہا۔ مزدوری کر کے آٹھ سیر جَو لایا ہوں۔ نصف خیرات کرتا ہوں۔ اور نصف قوت عیال کا۔ منافق آپس میں کہنے لگے۔ عبدالرحمنؓ کو منظور ہے نمود اپنی۔ اور عاصمؓ اپنے تئیں زور آوری مِلاتا ہے خیرات والوں میں"

مگر افسوس! منافق یہ حقیقت بھول گئے کہ دونوں حضرات نے اپنی حیثیت کے مطابق اخلاص کے ساتھ اللہ کے راستے میں دیا تھا۔ جیسے اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔

اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ط سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ (التوبہ آیت ۷۹)۔

ترجمہ:- اور وہ لوگ جو ان مسلمانوں پر طعن کرتے ہیں جو دل کھول کر خیرات کرتے ہیں اور جو لوگ، اپنی محنت کے سوا طاقت نہیں رکھتے۔ پھر ان پر ٹھٹھا کرتے ہیں۔ اللہ ان سے ٹھٹھا کرتا ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

(۴۵) شعائر اللہ کی بے حرمتی نہ کرو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۭ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ۭ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَي الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۠ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ

(سورۃ المائدہ آیت ۲)۔

ترجمہ:- اے ایمان والو! اللہ کی نشانیوں کو حلال نہ سمجھو۔ اور نہ حرمت والے مہینے کو۔ اور نہ حرم میں قربانی ہونے والے جانور کو۔ اور نہ ان جانوروں کو جن کے گلے میں پٹے پڑے ہوں۔ اور نہ حرمت والے گھر کی طرف آنے والوں کو جو اپنے رب کا فضل اور اس کی خوشنودی ڈھونڈھتے ہیں۔ اور جب احرام کھول دو۔ پھر شکار کرو۔ اور تمہیں اس قوم کی دشمنی جو تمہیں حرمت والی مسجد سے روکتی تھی۔ اس بات کا باعث نہ بنے کہ زیادتی کرنے لگو۔ اور آپس میں نیک کام کرو اور گناہ اور ظلم پر مدد نہ کرو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام

شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

"(۱) یعنی جو چیزیں حق تعالیٰ کی عظمت و محبوبیت کے علامات اور نشانات خاص قرار دی گئی ہیں۔ اُن کی بے حرمتی نہ کرو۔

ان میں حرم محترم بیت اللہ شریف جمرات، صفا مروہ، ہدی، احرام، مساجد کتب سماویہ وغیرہ تمامی حدود فرائض اور احکام دینیہ شامل ہیں۔

آگے ان نشانیوں سے بعض مخصوص چیزوں کا جو مناسک سے متعلق ہیں ذکر فرماتے ہیں۔ جیسا کہ اس سے پہلی آیت میں محرم کے بعض احکام ذکر کئے گئے تھے۔

(۲) ادب والے مہینے چار ہیں۔ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ (توبہ ع ۵)۔

(۱) ذوالقعدہ (۲) ذی الحج (۳) محرّم (۴) رجب۔ ان کی تعظیم و احترام یہ ہے۔ کہ دوسرے مہینوں سے بڑھ کر ان میں نیکی اور تقویٰ کو لازم پکڑے۔ اور شر و فساد سے بچنے کا اہتمام کیا جائے۔ خصوصًا حجّاج کو ستا کر اور دِق کر کے حج بیت اللہ سے نہ روکا جائے۔

گو یہ امور سال کے بارہ مہینوں میں بالخصوص بہت زیادہ مُؤکّد قرار دیئے گئے۔ باقی رہا دشمنانِ اسلام کے جارحانہ اقدام۔ تو جمہور کا مذہب یہ ہی ہے۔ بلکہ ابن جریرؒ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ اُس کی ان مہینوں میں ممانعت نہیں رہی۔ اس کا بیان سورۂ توبہ میں آئیگا انشاء اللہ۔

(۳) قلائد۔ قلادہ کی جمع ہے۔ جس سے مراد ہار یا پٹہ ہے۔ جو ہدی (قربانی) کے جانور کے گلے میں نشانی کے طور پر ڈالتے تھے۔ تاکہ ہدی کا جانور سمجھ کر اس سے تعرض نہ کیا جائے۔ اور دیکھنے والوں کو اسی جیسا عمل کرنے کی ترغیب بھی ہو۔ قرآن کریم نے ان چیزوں کی تعظیم و حرمت کو باقی رکھا۔ اور ہدی یا اُس کی علامت سے تعرض کرنے کو ممنوع قرار دیا۔

(۴) بظاہر یہ شان صرف مسلمانوں کی ہے۔ یعنی جو مخلص مسلمان حج و عمرہ کے لئے جائیں۔ اُن کی تعظیم و احترام کرو۔ اور ان کی راہ میں روڑے مت اٹکاؤ۔ اور جو مشرکین حج بیت اللہ کے لئے آتے تھے۔ اگر وہ بھی اس آیت کے عموم میں داخل ہوں۔ کیونکہ وہ بھی اپنے زعم اور عقیدہ کے موافق خدا کے فضل و قرب اور خوشنودی کے طالب ہوتے تھے۔ تو کہنا پڑے گا۔ کہ یہ حکم اس وقت سے پہلے کا ہے۔ جبکہ اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ج (توبہ آیت ۲۸) مشرک تو پلید ہیں۔ سو اس برس کے بعد مسجد حرام کے نزدیک آنے نہ پائیں، کی منادی کرائی گئی۔

(۵) یعنی حالتِ احرام میں شکار کی جو ممانعت کی گئی تھی۔ وہ احرام کھول دینے کے بعد باقی نہیں رہی۔

(۶) پچھلی آیت میں جن شعائر کو حق تعالیٰ نے معظم و محترم قرار دیا تھا۔ سنہ ہجری میں مشرکین مکہ نے ان سب کی اہانت کی۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور تقریبًا ڈیڑھ ہزار صحابہؓ ماہ ذی قعدہ میں محض عمرہ ادا کرنے کے لئے مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے۔ حدیبیہ کے مقام پر پہنچ کر مشرکین نے اس مذہبی وظیفہ کی بجاآوری سے روک دیا۔ نہ حالتِ احرام کا خیال کیا۔ نہ کعبہ کی حرمت کا۔ نہ محترم مہینہ کا۔ نہ ہدی و قلائد کا۔

مسلمان شعائر اللہ کی اس توہین اور مذہبی فرائض سے روک دیئے جانے پر ایسی ظالم و وحشی قوم کے مقابلہ میں بھی غیظ و غضب اور بغض و عداوت کا اظہار کرتے۔ وہ حق بجانب تھے اور جوشِ انتقام سے افروختہ ہو کر جو کارروائی بھی کر بیٹھتے وہ ممکن تھی۔ لیکن اسلام کی محبّت و عداوت دونوں جچی تُلی ہیں۔ قرآن کریم نے ایسے جابر و ظالم کے مقابلہ پر بھی اپنے جذبات قابو میں رکھنے کا حکم دیا۔ عمومًا آدمی زیادہ محبّت، زیادہ جوش میں حد سے گزر جاتا ہے۔ اس لئے فرمایا۔ کہ سخت سے سخت دشمنی تمہارے لئے اس کا باعث نہ ہو کہ تم زیادتی کر بیٹھو۔ اور عدل و انصاف کو ہاتھ سے چھوڑ دو۔

(۷) اگر کوئی شخص بالفرض جوشِ انتقام میں زیادتی کر بیٹھے۔ تو اس کے روکنے کی تدبیر یہ ہے۔ کہ جماعتِ اسلام اُس کے ظلم و عدوان میں اعانت نہ کرے۔ بلکہ سب مل کر نیکی اور پرہیزگاری کا مظاہرہ کریں۔ اور اشخاص کی زیادتیوں اور بے اعتدالیوں کو روکیں۔

(۸) یعنی حق پرستی، انصاف پسندی اور تمام عمدہ اخلاق کی جڑ خدا کا خوف ہے۔ اور اگر خدا سے ڈر کر نیکی سے تعاون اور بدی سے ترکِ تعاون نہ کیا گیا۔ تو عام عذاب کا ڈر ہے۔"

(۴۶) احرام کی حالت میں شکار نہ کرو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ

(سورۃ المائدہ آیت ۹۵)۔

ترجمہ:- اے ایمان والو! جس وقت تم احرام میں ہو تو شکار کو قتل نہ کرو۔

(۱) حالتِ احرام میں خشکی کے جانور کے شکار کرنے کی ممانعت ہے (۲) دریائی شکار (مچھلی کا شکار) حالت احرام میں جائز ہے (۳) احرام باندھا ہو یا بلا احرام ہو دونوں حالتوں میں حدود حرم میں خشکی کے جانور کے شکار کی ممانعت ہے۔ ٭

جناب منظور احمد صاحب عباسی (کراچی)

ارشاداتِ نبوی

(۱) عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِیْھِمَا کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ اَلصِّحَّۃُ وَ الْفَرَاغُ۔ رواہ البخاری۔

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو نعمتوں میں بہت سے لوگ نقصان اُٹھاتے ہیں۔ ایک تو تندرستی اور دوسری فراغت۔

تشریح:۔ تندرستی اور فراغت، وقت کا میسّر ہونا خدا وند تعالےٰ کا بہت بڑا احسان ہے۔ کیونکہ تمام نیکی کے اُمور ان پر موقوف ہیں۔ کہا جاتا ہے تندرستی ہزار نعمت ہے۔ لیکن ہمارے معاشرے میں تضیع وقت کے نقصان کا کوئی خیال نہیں کیا جاتا۔ بلکہ فواحشات و منکرات میں تندرستی اور فراغت کا بہترین خزانہ بیدردی سے تلف کر دیا جاتا ہے۔ جس کا ہمیں احساس تک نہیں ہوتا۔ اگر ہمیں وقت کی قدر و قیمت معلوم ہوتی یا اس کے اسراف بے جا کی پُرسش کا خوف ہی دامنگیر ہوتا۔ تو کبھی یوں کوتاہی نہیں ہو سکتی تھی۔

(۲) عَنْ اِبْنِ عُمَرَؓ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِبَعْضِ جَسَدِیْ فَقَالَ کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ وَعُدَّ نَفْسَکَ فِیْ اَھْلِ الْقُبُوْرِ۔ رواہ البخاری۔

ترجمہ:۔ حضرت ابن عمرؓ بیان فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے جسم کے ایک حصّہ کو پکڑ کر ارشاد فرمایا۔ کہ تو دنیا میں مسافر کی طرح گزارہ کر۔ یا اس سے بھی بڑھ کر جیسے راہ گزر ہو اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کر۔

تشریح:۔ اس کا مقصد یہ ہے۔ کہ دنیائے فانی سے دل لگانے میں کچھ بھی فائدہ نہیں۔ جیسے کہ مسافر کی نگاہ فقط منزل مقصود پر ہوتی ہے۔ اس لئے منزل تک رسائی کی غرض سے وہ اپنی ساری کوششوں کو بروئے کار لاتا ہے۔ اسی طرح مسافر اثناء سفر میں دو روزہ قیامگاہ میں غیر متعلق چیزوں سے دل نہیں لگاتا نہ بے ضرورت تعلّقات میں اُلجھتا ہے۔

آگے ارشاد ہے کہ اس سے بڑھ کر یہ سمجھو۔ کہ تم نے اپنے سفر میں کہیں قیام بھی نہیں کیا۔ بلکہ راہ چل رہے ہو۔ ایسی حالت میں جب کہ کسی تعلّق کو تھوڑی دیر کی بقا بھی نہیں۔ کتنی حماقت ہے کہ دَم لینے کے لئے ٹھہرے اور لگے بنگلہ بنانے۔

دنیا کی بے ثباتی بتانے کے لئے سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے بھی زیادہ یہ ارشاد فرمایا۔ کہ اپنے کو یوں سمجھو۔ جیسے قبروں میں مُردے ہیں مطلب صاف ہے۔ کہ مجھے بھی قطعی طور پر مَرنا ہے۔ جس کا وقت بھی معلوم نہیں۔ تو جتنا بھی جلدی ہو سکے مقصد زندگی کی تکمیل اور دار آخرت کے لئے کمائی کر لینی چاہیئے۔ اور جب مرنا یقینی ہے۔ تو کیا دو دن پہلے اور کیا بعد۔ اس زندگی اور اس کے آرام کو بنی نوع انسان کی خدمت اور اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لئے وقف کر دینا چاہیئے۔

(۳) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ یَھْرَمُ ابْنُ اٰدَمَ وَ یَشُبُّ مِنْہُ اِثْنَتَانِ اَلْحِرْصُ عَلَی الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَی الْعُمُرِ۔ متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ آدم کا بیٹا بوڑھا ہوتا ہے۔ اور دو چیزیں اس کی جوان ہوتی ہیں۔ مال کی حرص اور عمر کی حرص۔

تشریح:۔ ظاہر ہے کہ انسان مال اور زندگی دراز ہونے کے اعتبار سے بہت ہی زیادہ حریص واقعہ ہوُا ہے۔ عمر طبعی پوری ہو جانے کے بعد بھی دنیا سے جُدائی کا تصوّر دل کو بیقرار کئے رکھتا ہے۔ لاکھوں اور کروڑوں کی مالیت قبضہ میں کیوں نہ ہو۔ مزید دولت سمیٹنے کی فکر میں سرگرداں رہتا ہے۔ حالانکہ دونوں چیزیں حقیقی مقصدِ حیات نہیں ہیں۔ بلکہ اُن کی شدّت حرص اصل اعمال و مقاصد سے غافل کر دیتی ہے۔

(۴) عَنْ اِبْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ اِلَّا عَلَی اِثْنَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ الْقُرْاٰنَ فَھُوَ یَقُوْمُ بِہٖ اٰنَاءَ اللَّیْلِ وَ اٰنَاءَ النَّھَارِ وَ رَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَھُوَ یُنْفِقُ مِنْہُ اٰنَاءَ اللَّیْلِ وَ اٰنَاءَ النَّھَارِ۔ متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ دو آدمیوں پر حسد (یعنی رشک) کرنا جائز ہے۔ ایک جسے اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کا علم دیا ہے اور وہ اس پر رات دن عمل کرتا ہے۔ دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور رات دن اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔

تشریح:۔ رَب تعالےٰ جس کو جو نعمت بھی اپنی مہربانی سے عطا فرمائے۔ اس پر حسد کرنا جائز نہیں ہے۔ دل میں خیال پیدا کرنا کہ یہ چیز اس کو کیوں دی گئی ہے۔ میرے پاس ہوتی۔ یہ روحانی بیماری ہے۔ جسے حسد سے تعبیر کیا گیا ہے۔ شریعت نے اس سے احتراز کرنے کو لازمی قرار دیا ہے۔ ایک اور مقام پر یوں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ کہ حسد نیکیوں کو اسطرح برباد کر دیتا ہے۔ جیسا کہ آگ لکڑیوں کو خاکستر بنا کے رکھ دیتی ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر حسد جائز ہوتا تو ان دو باتوں میں ہوتا۔ یا یہ کہ یہ دو آدمی قابلِ رشک ہیں۔ خداوند تعالےٰ سے دعا کی صورت میں وہ نعمت جو دوسرے مسلمان کو دی گئی ہے، طلب کرنے میں حرج نہیں۔

حاصل یہ کہ جن دو چیزوں میں رشک کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ وہ قرآن کا پڑھ کر عمل کرنا، مال کا خدا کی مرضی کے تحت خرچ کرنا، دونوں ایسے بہترین عمل ہیں کہ جن کو اخلاص سے سرانجام دینے میں سراسر کامرانی ہے۔ رشک میں اس نعمت کو اپنے لئے اللہ تعالےٰ سے مانگنا ہوتا ہے۔ مگر دوسرے کامرانی مسلمان سے اس کا زوال مطلوب نہیں ہوتا۔

لَا حَسَدَ میں حسد کی نفی کے بعد جن دو چیزوں میں رشک کی اجازت دی گئی ہے - اُس میں نقصان کا کوئی پہلو نہیں - بلکہ اُلٹا رشک حصولِ حسنات میں معاون بن جائے گا۔

(۵) عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ .... رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ اَعْرَابِیًّا اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَتَی السَّاعَۃُ قَالَ وَ مَا اَعْدَدْتَ لَھَا قَالَ لَا شَیْئَ - وَ اللّٰہِ اِنِّیْ لَقَلِیْلُ الصِّیَامِ وَ الصَّلٰوۃِ وَ اِنِّیْ لَاُحِبُّ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ - قَالَ اِنَّکَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ -

ترجمہ:- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں - کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور عرض کیا - کہ یا رسول اللہؐ قیامت کب ہوگی - آپؐ نے فرمایا - تو نے قیامت کے لئے کیا سامان کیا ہے اس نے عرض کیا کہ کچھ بھی نہیں - خدا کی قسم میں تو تھوڑی نمازوں اور تھوڑے روزوں والا ہوں - اور اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہوں - آپؐ نے فرمایا - کہ تو قیامت میں اس کے ساتھ ہو گا - جس سے تو محبت کرتا ہے -

تشریح :- اخروی انجام کار کے اعتبار سے مخلصانہ محبت اور عمل دونوں کو زیادہ دخل ہے - مگر جن لوگوں کے تصورات صرف لسانی منزلِ محبت تک محدود ہوں - یعنی محبت کے دعوے کے ساتھ عمل کی ضرورت نہ سمجھتے ہوں - یا وہ لوگ جو صرف عمل ہی کے گھمنڈ میں مست ہیں - لیکن دل کو محبتِ محبوب رب العالمین سے خالی رکھتے ہوں - یہ دونوں قسم کے لوگ حقیقت سے دُور کہلائے جائیں گے -

اصولی طور پر دونوں چیزوں کے اجتماع میں رازِ وفا پنہاں ہے - لیکن پھر بھی عظمت اور محبت کا مقام پہلے ہو گا - کیونکہ جذبۂ عمل کی بنیاد یہی ہے - چنانچہ حدیث میں شرفِ معیت کو محبت پر ہی مترتب فرمایا ہے -

(۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اِطَّلَعْتُ فِی الْجَنَّۃِ فَرَاَیْتُ اَکْثَرَ اَھْلِھَا الْفُقَرَآءَ - وَ اِطَّلَعْتُ فِی النَّارِ فَرَاَیْتُ اَکْثَرَ اَھْلِھَا النِّسَآءَ مُتَّفَقٌ علیہ -

ترجمہ:- حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا - میں نے بہشت میں ... جھانک کر دیکھا تو زیادہ تر اُس میں مسکینوں کو پایا - اور میں نے دوزخ میں جھانک کر دیکھا - اس میں زیادہ تر عورتوں کو پایا -

تشریح :- اس کا حاصل یہ ہے - کہ فقراء کو میں نے بہشت میں زیادہ دیکھا اس لئے کہ فقراء اور مساکین خداوند تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی زیادہ کوشش کرتے ہیں - فرائض و احکامات کو پورا کرنے میں مستعد رہتے ہیں - برخلاف دُنیا دار لوگوں کے کہ وہ دنیا کی فراوانی اور عیش و عشرت میں خدا تعالےٰ سے غافل ہو جاتے ہیں -

اور عورتوں کو جو دوزخ میں دیکھنے کا ارشاد فرمایا - تو اس کے دو سبب ہیں ایک تو یہ لعنت کا لفظ بہت زیادہ استعمال کرتی ہیں - حالانکہ جس پر لعنت کی جائے وہ اگر مستحق نہ ہو - تو لعنت کرنے والے پر آ کر پڑتی ہے - دوسرا یہ کہ خاوند کی نافرمانی کرتی ہیں اور عمر بھر کی نیکیوں کو ایک لمحہ کی ناراضگی میں بھلا کر ناشکری کرتی ہیں - ذرا بگڑیں اور کہنے لگیں - کہ اِس گھر میں کیا خوشی دیکھی - (جیسا کہ روایات میں آیا ہے)-

(۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اَھْوَنُ اَھْلِ النَّارِ عَذَابًا اَبُوْطَالِبٍ وَ ھُوَ مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَیْنِ یَغْلِیْ مِنْھُمَا دِمَاغُہٗ رواہ البخاری -

ترجمہ:- حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا - کہ دوزخیوں میں سب سے ہلکے عذاب میں ابوطالب ہے - وہ فقط دو جوتے (دوزخ کے) پہنیں گے جس کی وجہ سے اُن کا دماغ کھولتا رہیگا - العیاذ باللہ تعالیٰ -

تشریح :- ایک تو حدیث شریف سے یہ صاف معلوم ہو رہا ہے - کہ دوزخ میں دوزخیوں کے لئے عذاب کے درجے ہیں - دوسرا ابوطالب کے دوزخ میں جانے میں ایک بہت بڑا سبق ہے - کہ سید الاولین والآخرین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں - مگر عقیدے کی صحت اور عمل کی قوت سے دنیا سے خالی چلے - اس لئے عذاب میں مبتلا ہوں گے -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام خویش و اقارب اور خاندان قریش کو پُرزور طریقے پر تبلیغ فرماتے رہے اور ایک دوسری حدیث میں آیا ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جو آپؐ کی پیاری بیٹی تھیں، عمل کی تاکید فرماتے رہے -

فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَھُمْ یَوْمَئِذٍ -

خداوند تعالیٰ جل شانہٗ مسلمانوں کو قرآن اور حدیث پر پوری طرح عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے - آمین - یا الٰہ العالمین -

---

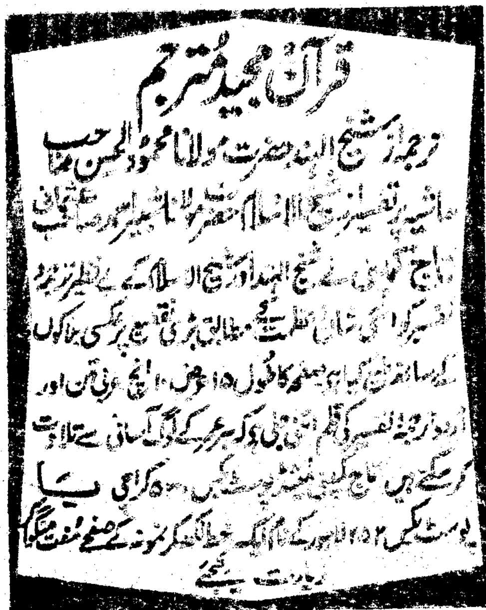
جامعہ رشیدیہ منٹگمری

(۱) جامعہ رشیدیہ علمی و دینی درسگاہ ہے - اور ملک کے اہم ترین و قابلِ ذکر و اعانت اداروں میں سے ایک مدرسہ ہے جامعہ کی خدمات بھی معروف ہیں - اس وقت پونے دو سو طلبہ و اساتذہ کا عظیم اجتماع ہے - شہری طلباء کی تعداد ایک ہزار کے قریب ہے - نظم و نسق اور حساب کتاب باضابطہ ہے - جامعہ کا تین ہزار (-/۳۰۰۰) ماہوار خرچ ہے اور آمدن محدود - توکل برخدا - دیندار مخیر، مستطیع حضرات سے جامعہ کی معاونت کی اپیل و استدعا ہے - جامعہ کا کوئی سفیر نہیں ہے - (فون نمبر ۳۹۲)

(۲) جامعہ کا سالانہ جلسہ ۷، ۸، ۹ اپریل ١٩٦١ء کو ہو گا -

ترسیل زر کا پتہ :-

ناظم اعلےٰ جامعہ رشیدیہ منٹگمری



جناب محمد شفیع عمرالدین صاحب (سانگھڑ)

شب برات

یہ شعبان کی پندرھویں رات ہے۔ احادیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔

عام بخشش کی رات

عرب کا ایک قبیلہ بنو کلب کے نام سے مشہور تھا۔ اس قبیلہ کی بکریاں بہت تھیں۔ مخبر صادق حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ اس رات اس قبیلہ کے بکریوں کے ریوڑ سے زیادہ بندوں کو جو دوزخ کے مستحق ہوتے ہیں بخش دیتا ہے۔

مگر

اس عام بخشش سے دو قسم کے لوگ محروم رہ جاتے ہیں۔ ان کی بخشش نہیں ہوتی۔ ان میں :—

ایک مشرک ہے

مشرک کی بخشش ہو بھی کیونکر۔ جب کہ شرک اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔ اور ان کے لئے بخشش کے بجائے ہلاکت ہے۔

وَ وَیْلٌ لِّلْمُشْرِکِیْنَ ۝ (حٰمٓ السجدہ آیت ۶)

ترجمہ:- اور مشرکوں کے لئے ہلاکت ہے ان کے نیک اعمال برباد ہیں۔

لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ (الزمر آیت ۶۵ ع)

ترجمہ:- اگر تم نے شرک کیا۔ تو ضرور تمہارے عمل برباد ہو جائیں گے۔

اب جو بھی بخشش میں حصہ لینے کی تمنا رکھتا ہو۔ اسے چاہئے کہ شرک سے باز رہے۔

اِنَّمَآ اِلٰهُکُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝ (الکہف آیت ۱۱۰)۔

ترجمہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے پھر جو کوئی اپنے رب سے ملنے کی امید رکھے تو اُسے چاہیئے کہ اچھے کام کرے۔ اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔

دُوسرا

اس رات بخشش سے محروم رہنے والا کینہ ور ہے۔

لہٰذا کینہ، بغض اور بدگمانی سے مسلمان کو دُور رہنا چاہیئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ پیر اور جمعرات کے دن جنّت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور ہر اس بندہ کی بخشش کی جاتی ہے۔ جو خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو۔

اور

وہ شخص بھی اس بخشش سے محروم رہ جاتا ہے جو کسی مسلمان سے کینہ اور عداوت رکھتا ہو۔ اور فرشتوں کو کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں کو دو دن کی مہلت دے دو۔ تا کہ آپس میں صُلح کر لیں۔

نیز

آپؐ کا یہ بھی فرمان ہے۔ کہ۔

(۱) آپس میں حسد نہ کرو۔
(۲) آپس میں بُغض نہ رکھو۔
(۳) آپس میں غیبت نہ کرو۔
(۴) اور خدا کے سارے بندے بھائی بن کر رہو۔ (مشکوٰۃ شریف)

حاصل کلام

شب برات کی رات بخشش میں حصہ لینے کے لئے شرک اور کینہ سے بھی توبہ کرنی چاہیئے۔

حاجتمندوں کو خوشخبری

اس رات اللہ تعالےٰ سورج چھپتے ہی آسمانِ دنیا پر نزول (رحمت) فرماتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ :-

کوئی مغفرت چاہنے والا ہے؟
تا کہ اس کو بخش دُوں۔
کوئی رزق کا طلب گار ہے؟
کہ میں اس کو رزق دُوں۔
کوئی مصیبت زدہ ہے؟
کہ میں اس کو عافیت دُوں۔

یہ بخشش اور انعام کا سلسلہ صبح تک جاری رہتا ہے۔

ہم اس کی بخشش اور فضل و کرم کے ہر وقت محتاج ہیں۔ اور اس کی رحمت کے بغیر جنّت بھی نہیں مل سکتی۔

اِس لئے ہمیں چاہیئے کہ اس رات خوب زاری والتجا کریں۔ اپنے لئے اور سب مسلمانوں کے لئے بخشش طلب کریں۔ سب انسانوں کے لئے ہدایت اور فلاح ابدی کی دعائیں مانگیں۔

نیز

اللہ تعالےٰ سے دعائیں مانگیں کہ ہماری زمین میں برکت عطا فرمائے۔ ہماری روزیاں فراخ کر دے۔

نیز

ہر مصیبت اور تکلیف کے دفع کے لئے بھی اللہ تعالےٰ کے حضور سے عافیت دارین کی دعائیں مانگیں۔ یہ موقع غفلت میں نہ گنوا دینا چاہیئے۔ حق تعالےٰ جب حاجتمندوں کو خود بُلاتا ہے۔ تو یقیناً جب وہ اس کے آگے ہاتھ پھیلائیں گے تو وہ محروم نہ رکھیگا۔

وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (المؤمن آیت ۶۰)۔

ترجمہ:- اور تمہارے رب نے فرمایا۔ مجھے پکارو۔ میں تمہاری دعا قبول کرونگا۔

اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (البقرہ آیت ۱۸۶)۔

ترجمہ:- دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں۔ جب وہ مجھے پکارتا ہے۔

رات کا قیام

اس رات جتنا جاگ سکے جاگے۔ اور نوافل پڑھے۔ اور دعائیں مانگے۔

دِن کا روزہ

اور اگر ہمت ہو۔ تو دِن کو روزہ بھی رکھے۔

آپؐ نے فرمایا ہے۔ کہ جب پندرھویں شعبان کی رات آئے۔ تو تم رات کو قیام کرو۔ یعنی نوافل پڑھو۔ اور دن کو روزہ رکھو۔ (مشکوٰۃ)۔

قبرستان جانا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس رات مدینہ منورہ کے قبرستان جنّت البقیع میں تشریف لے گئے تھے۔ اگر ہو سکے۔ تو آپ بھی اس سُنّت پر عمل کریں۔ قبرستان میں تشریف لے جائیں۔ خود عبرت حاصل کریں۔ موت کی یاد کو تازہ کریں اور مُردوں کے لئے بخشش کی دعا مانگیں۔

پیدائش اور موت

اس رات، اس سال میں ہر پیدا ہونیوالا

انسان لکھا جاتا ہے۔ اور ہر مرنے والا بھی لکھا جاتا ہے۔

مقام غور ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آج کی رات ہمارا نام بھی مرنے والوں کی فہرست میں درج ہو گیا ہو۔ دنیا میں ہمارا زندوں میں شمار ہوتا ہے۔ مگر آسمان والوں میں ہمارا نام مردوں کی فہرست میں درج ہو۔ اس لئے ہمیں نیکیوں کی طرف زیادہ جھکنا چاہیئے۔

اعمال کا اٹھائے جانا

اس رات اعمال اُٹھائے جاتے ہیں۔

تقسیم رزق

اور اسی رات بندوں کے رزق نازل کئے جاتے ہیں۔

اپنے عملوں کا جائزہ

لیجئے۔ کیا وہ اس قابل ہیں۔ کہ پروردگار کے دربار میں پیش کئے جائیں؟ جو عمل ہم کرتے ہیں۔ وہ سب اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (البقرہ آیت ۱۴۴)

ترجمہ:۔ اور اللہ اس سے بے خبر نہیں۔ جو وہ کر رہے ہیں۔

وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝ (سورۃ الانفال آیت ۴۷)

ترجمہ:۔ اور جو کچھ یہ کرتے ہیں۔ اللہ اس پر احاطہ کرنے والا ہے۔

روزی دینے والا اللہ ہی ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۝ (الذاریات آیت ۵۸)

ترجمہ:۔ بے شک اللہ ہی بڑا زبردست روزی دینے والا زبردست طاقت والا ہے اور وہ بہترین روزی دینے والا ہے۔

وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ (الجمعہ آیت ۱۱)

ترجمہ:۔ اور اللہ بہترین روزی دینے والا ہے۔

ہر جاندار کی روزی کا وہ ضامن ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (ھود آیت ۶)۔

ترجمہ:۔ اور زمین پر کوئی چلنے والا نہیں مگر اس کی روزی اللہ پر ہے۔

اگر اللہ روزی روک لے تو کوئی اور دینے والا ہرگز نہیں۔

اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ج (الملک آیت ۲۱)۔

ترجمہ:۔ بھلا وہ کون ہے۔ جو تم کو روزی دیگا۔ اگر وہ اپنی روزی بند کر لے۔

اور رزق آسمان سے نازل ہوتا ہے۔

وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا (المؤمن آیت ۱۳)۔

ترجمہ:۔ اور تمہارے لئے آسمان سے رزق نازل کرتا ہے۔

لہٰذا بندے پر فرض ہے۔ کہ اپنے مالک حقیقی کے کسی حکم سے انحراف نہ کرے۔ روزی تو اس کی کھائیں اور احکام اس کے نہ بجا لائیں۔ یہ کہاں کی انسانیت ہے۔

مسلمانو! اپنے بچوں کو۔

آتش بازی سے روکو

آتش بازی کا شغل ناجائز ہے۔ شریعت غیر شرعی کاموں میں روپیہ برباد کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔

ہمیں اپنی اولاد کو نیک بنانا چاہیئے اور انہیں غیر شرعی کاموں کے کرنے سے سختی سے روکنا چاہیئے۔

آتش بازی میں دنیا کا نقصان ہے اور دین کا بھی۔ یہ متبرک روز و شب عبادات اور پرہیزگاری کے لئے ہیں۔ بالخصوص ان میں خرافات کا مظاہرہ کرنا جو پرہیزگاری اور سنّت کے برعکس ہے۔ بہت بُرا ہے۔ لہٰذا کوئی قدم شریعت اور سنّت کے دائرے کے باہر نہ اٹھانا چاہیئے۔

بقیہ:

پیارے نبیؐ کی پیاری باتیں

(صفحہ ۱۹ سے آگے)

جب کوئی بڑا آدمی جرم کرتا تھا۔ تو اسے چھوڑ دیتے تھے۔ اور جب کوئی کم درجہ کا آدمی جرم کرتا تھا۔ تو اُسے سزا دیتے تھے۔ خدا کی قسم اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہؓ چوری کرتی۔ تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔"

حضورؐ کے ان ارشادات سے بچوں کو بہت سی قیمتی، کارآمد اور بیش بہا نصیحتیں حاصل ہوتی ہیں۔

(۱) پہلی بات تو یہ ہے۔ کہ بچوں کو بڑوں کا ادب و احترام ملحوظ رکھنا چاہیئے اور اپنے سے چھوٹوں کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کرنا چاہیئے۔ اسی طرح انہیں اپنے بزرگوں سے بھی یہ توقع رکھنی چاہیئے کہ وہ ان کے ساتھ شفقت و محبّت کے ساتھ پیش آئیں۔

حضورؐ کی ان احادیث سے دوسرا سبق یہ حاصل ہوتا ہے کہ بچپن ہی میں لڑکوں اور لڑکیوں کو نماز کا عادی بنانے کی کوشش کی جائے۔ تاکہ جب وہ بڑے ہوں۔ تو ان کے دل خدا کی یاد سے سرشار ہوں۔ اور وہ خدا کی عبادت اور بندگی سے پہلو تہی نہ کریں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ والی حدیثوں سے یہ نصیحت حاصل ہوتی ہے کہ بچوں کو مہذّب اور باسلیقہ ہونا چاہیئے۔ نیز ہر حالت میں انہیں صرف خدا سے ڈرنا چاہیئے۔ اور امید بھی صرف خداتعالیٰ کی ذات سے رکھنی چاہیئے۔

اُسامہؓ کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ بچوں کے ساتھ بے پناہ شفقت و محبت کے باوجود یہ پسند نہیں فرماتے تھے۔ کہ وہ اللہ کے دین کے معاملہ میں دخل انداز ہوں۔ اور حضورؐ کا منشاء یہ تھا۔ کہ دین کے معاملے میں ان کے اندر غیرت وحمیّت کا وہی جذبہ ہونا چاہیئے جس کا خود حضورؐ نے اُسامہؓ کے سامنے مظاہرہ فرمایا۔ ! صلی اللہ علیہ وسلم۔

مدرسہ عربیہ اسلامیہ مظہر العلوم۔ کراچی ۲

مدرسہ مظہر العلوم کراچی اور پاکستان کا سب سے قدیم دینی درسگاہ ہے۔ جو تقریباً ایک سو برس سے ملک اور ملّت کی خاموش دینی خدمت کر رہا ہے۔ جس کی آغوش تربیت سے صدہا علماء، فضلاء فارغ التحصیل ہو کر ملک کے اکناف و اطراف میں اسلامی اور تبلیغی خدمات بجا لا رہے ہیں۔ خدا ترس اور مالدار بندے جہاں اپنی آمدنی سے دوسرے دینی اداروں اور سماجی سوسائیٹیوں کی خبرگیری کرتے ہیں۔ وہاں اُن کا یہ بھی فریضہ ہے۔ کہ وہ ملک کی اس قدیمی درسگاہ مدرسہ مظہر العلوم۔ محلہ کھڈہ کراچی ۲ کو بھی یاد فرمائیں۔ جہاں صدہا غریب الوطن مسافر اور مستحق طالب علم دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

(مولانا حافظ، فضل احمد صاحب، مہتمم مدرسہ مظہر العلوم۔ کھڈہ۔ کراچی)

بچوں کا صفحہ:-

پیارے نبیؐ کی پیاری باتیں

(شاھد)

پیارے بچو!

اس شمارے میں ہم تمہارے سامنے خدا کے آخری پیغمبر حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پاک حدیثیں پیش کرتے ہیں جو خاص طور بچوں کے بارے میں حضور نے ارشاد فرمائی ہیں یا جن کے مخاطب بچے تھے۔

یہ بات تو تم اچھی طرح جانتے ہو گے کہ حضور ساری دُنیا کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے تھے۔ حضور کی یہ رحمت و شفقت صرف اپنوں کے لئے نہ تھی، بلکہ دشمنوں کے معاملے میں بھی آپؐ کی رحمت و شفقت کا یہی عالم تھا۔ اور جس طرح ہر انسان بچوں سے خاص طور پر محبت اور شفقت کا برتاؤ کرتا ہے حضورؐ بھی جو تمام دُنیا کے اچھے لوگوں میں سب سے اچھے اور سب سے افضل و اعلیٰ انسان تھے بچوں کے ساتھ خصوصی محبت و شفقت کا سلوک فرماتے تھے۔

حضرت انسؓ بن مالک ابھی بچے ہی تھے جب انہیں ان کی والدہ نے حضور کی خدمت گزاری کے لئے حضورؐ کے پاس بھیج دیا۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں۔ میں نے مسلسل دس برس تک حضورؐ کی خدمت سرانجام دینے کا شرف حاصل کیا۔ مگر حضورؐ نے کبھی مجھ سے کوئی ایسی بات نہیں کہی جو مجھے ناگوار گزری ہو۔

ایک بار حضورؐ نے حضرت انسؓ کو اپنے کسی ضروری کام سے باہر بھیجا۔ یہ بچے تو تھے، آ کر بچوں کے ساتھ کھیل کود میں مشغول ہو گئے۔ جب حضورؐ کو انتظار کرتے کرتے بہت دیر گزر گئی تو آپؐ انسؓ کی تلاش میں نکلے اور انہیں ایک جگہ اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے جا پکڑا۔ آپ نے ان کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیئے اور محبت بھرے لہجہ میں فرمایا:-

"انس بیٹا! میں کتنی دیر سے تیری راہ تک رہا تھا۔"

انہیں حضرت انسؓ کے چھوٹے بھائی عمیر نے ایک طوطا پال رکھا تھا جس سے انہیں بہت زیادہ دلی لگاؤ تھا۔ ایک مرتبہ جب یہ پالتو پرندہ مر گیا تو حضورؐ افسوس کے لئے عمیر کے گھر گئے اور اسے تسلی دی اور بڑے پیار کے ساتھ فرمایا:-

یَا عُمَیْرُ! مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ

عمیر! یہ تمہارے طوطے نے کیا کیا!

اور بہت دیر تک اسے تسلی دیتے رہے اور اس کی غمخواری فرماتے رہے۔ اس کے بعد جب کبھی عمیر حضور کے سامنے آتے تھے تو حضور از راہ شفقت یہ جملہ ضرور ارشاد فرماتے تھے:-

یَا عُمَیْرُ! مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ کو بچوں کے جذبات کا کتنا احترام تھا اور حضور بچوں کے ساتھ کتنی شفقت فرمایا کرتے تھے۔

حضرت حسنؓ جو آپ کے نواسے ہیں بچپن میں حضورؐ کے پاس ایسے وقت میں چلے آتے تھے جب آپ خدا کی عبادت میں مصروف ہوتے۔ آپ سجدے کی حالت میں ہوتے اور حضرت حسنؓ اپنی معصومیت کی بنا پر آپ کی پشتِ اقدس پر سوار ہو جاتے۔ آپ فرماتے تھے "میں اس خیال سے سجدہ لمبا کرتا ہوں کہ کہیں میرا بچہ ملول نہ ہو جائے۔"

بچوں کے ساتھ ایسی بے پایاں شفقت اور اتنی گہری محبت ہی کا نتیجہ تھا کہ جب کسی بچے کے رونے کی آواز کانوں میں پڑتی تو آپ کی طبع اقدس بے چین ہو جاتی۔ اس شفقت و رحمت کی بنا پر آپ نے بچوں کے اخلاق و عادات کے متعلق خاص طور پر ہدایات عطا فرمائیں۔ مثلاً آپ نے ارشاد فرمایا:-

"جو ہم میں سے اپنے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور اپنے بڑوں کی عزت نہیں کرتا اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ حضورؐ بچوں پر سختی کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ لیکن ساتھ ہی آپؐ بچوں کو اس امر کی ہدایت فرماتے تھے کہ وہ بڑوں کی عزت اور ان کا ادب احترام کریں۔

ایک دُوسری حدیث میں نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:-

"اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو جب وہ سات برس کے ہو جائیں اور جب ان کی عمر دس سال ہو جائے تو انہیں سختی کے ساتھ نماز کے لئے مجبور کرو اور مار کر انہیں نماز پڑھاؤ۔"

نیز آپؐ نے ارشاد فرمایا:-

جب بچے دس سال کی عمر تک پہنچ جائیں تو ایک ہی بستر پر زیادہ بچوں کو لٹانا مناسب نہیں۔ انہیں الگ الگ بستروں پر سُلایا کرو۔"

حضرت عبد اللہ بن عباس جو حضورؐ کے چچا زاد بھائی تھے بچپن میں ایک مرتبہ حضورؐ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے۔ بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ کھاتے وقت برتن میں چاروں طرف ہاتھ مارتے ہیں۔ حضورؐ نے حضرت عبد اللہ بن عباس کو نصیحت فرمائی:-

کُلْ مِمَّا یَلِیْکَ

اپنے سامنے سے کھاؤ۔

انہی حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کو ایک مرتبہ حضورؐ نے "میرے پیارے بیٹے" کہہ کر مخاطب فرمایا اور حسب ذیل نصیحتیں فرمائیں:-

"اگر ساری دُنیا کے لوگ مل کر یہ چاہیں کہ تجھے ذرّہ بھر فائدہ پہنچائیں تو یہ اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک کہ اللہ نے وہ فائدہ تیرے مقدر میں نہ لکھ دیا ہو اور اگر پوری دُنیا مل کر تجھے نقصان پہنچانا چاہے تو جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہے تجھے وہ کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکے گی۔"

حضور کے مُنہ بولے بیٹے حضرت زید کے صاحبزادے حضرت اُسامہ جو ابھی بچے تھے۔ حضور کو بہت محبوب تھے حضورؐ کے پاس ایک مرتبہ چوری کے ایک مقدمے میں وہ ایک چور عورت کی سفارش لے کر آئے تو حضور کا چہرہ غصّہ سے سُرخ ہو گیا۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضورؐ کے چہرۂ اقدس پر اس طرح سُرخی پھیل گئی۔ جیسے رخساروں میں انار کے دانوں کا رس نچوڑ دیا گیا ہو۔ اور آپؐ نے فرمایا "کیا تم اللہ کی مقرّر کی ہوئی سزاؤں میں سفارش لے کر آئے ہو؟ تم سے پہلی قومیں اسی لئے ہلاک ہو گئیں کہ ان میں (بقیہ برصفحہ ۱۸)

ایڈیٹر
مولوی عبید اللہ انور

سالانہ گیارہ روپے ، ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جیل مغربی پاکستان

۶۰۴۷
رجسٹرڈ ایل

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن چٹھی نمبری ۹/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری B.C.-۲۴۲۴۳/۲۲۰۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

مجلسِ ذکر

مجلسِ ذکر کی تفصیل یہ ہے کہ شیخ التفسیر حضرت مولٰنا احمد علی صاحب مدظلہٗ سے جو لوگ وابستہ ہیں یعنی جنہیں آپ سے بیعت کا شرف حاصل ہے ، وہ ہر جمعرات کو نماز مغرب کے بعد جمع ہوتے ہیں اور خاندانِ قادریہ کے مسلک پر ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ ذکر کے بعد مولٰنا مدظلہٗ کی تقریر ہوتی ہے جس میں روحانی امراض کی تشخیص اور اس کا علاج و پرہیز بتائی جاتی ہے۔ تزکیہ نفس کے لئے یہ ایک بہترین طریقہ ہے۔ یہی تقریر ہفت روزہ خدام الدین میں چھپ کر شائع ہوتی ہے۔ ان ہی تقاریر کا مجموعہ "مجلسِ ذکر" کے نام سے کتابی شکل میں چھپ چکا ہے ، خود پڑھیے اور اہل و عیال کو سنائیے ، انشاء اللہ "مجلسِ ذکر" کا مطالعہ روحانی بیماریوں سے شفا پانے کا ذریعہ بن جائے گا ، اگر زندگی میں ان بیماریوں سے شفا نہ پائی تو یہ بیماریاں قبر میں بھی ساتھ جائیں گی ، اور حشر کے دن بھی تڑپائینگی۔ چار جلدوں میں ہدیہ فی جلد ایک روپیہ + مکمل مع محصولڈاک ۵ روپے ۵۰ پیسے ،

ناظم انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

قرآن مجید مترجم

شیعہ ○ سنّی ○ اہلحدیث

دیوبندی ○ بریلوی

علماء کا تصدیق شدہ

ہدیہ : چھ روپے + محصول ڈاک ۱۲؍
نوٹ : رقم ہر حالت میں پیشگی آنی چاہیئے۔ وی پی ہرگز نہ ہوگی

ناظم انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

گلدستہ صد احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مرتبہ :- حضرت مولٰنا احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور
اس گلدستہ میں سو حدیثیں اعلےٰ درجہ کی صحیح فقط بخاری شریف و مسلم شریف کی جمع کی گئی ہیں ، کوئی حدیث شریف اصل کتاب کی ایک سطر سے زائد نہیں ہے۔ اصل حدیث کے نیچے اس کا ترجمہ بھی عام فہم زبان میں درج کیا گیا ہے۔ ہر حدیث کے اختتام پر چند الفاظ میں اس کی مختصر تشریح بھی کر دی گئی ہے ، اس کی قیمت پہلے ایڈیشن میں تو فقط ایک عہدنامہ پر دستخط تھے ، جس میں ان احادیث کو یاد کرنا اور ان پر عمل کرنے کا وعدہ تھا۔ اور مجلد کے لئے ۱۲؍ جلد کے لئے جاتے تھے۔ لیکن اب تیسرے ایڈیشن میں اس کی قیمت کاغذ کی گرانی کی وجہ سے ۵۰ پیسے رکھ دی گئی ہے اور محصولڈاک ۵۰ پیسے۔ کل عہ؍ پیشگی بھیجیں۔ وی پی ہرگز نہ ہوگا۔

ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

خوش خبری

قرآن مجید مترجم بزبانِ سندھی

از حضرت شیخ المشائخ قطب الاقطاب اعلیحضرت مولانا وسیدنا تاج محمود صاحب امروٹی نور اللہ مرقدہٗ
بار نہم چھپ کر تیار ہو گیا ہے

ہدیہ ۷ روپے + محصولڈاک ۱۲؍

ملنے کا پتہ حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

۳۲ رسالے

مختلف مضامین پر عام فہم اردو میں شائع کئے گئے ہیں۔ بفضلہ تعالےٰ اس وقت تک ۹ لاکھ ۹۵ ہزار تک سارے ہندو پاک میں تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ ہر مسلمان مرد عورت اور بچے کے لئے ان کا مطالعہ ضروری ہے۔
رقم ہر حالت میں پیشگی روانہ کریں۔
ہدیہ مجلد ۶ روپے محصولڈاک وغیرہ عہ؍

ملنے کا پتہ

ناظم انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام مولانا عبید اللہ پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر ہفت روزہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا